اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / اکیسواں اجلاس (نویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 16/اکتوبر 2026ء بمطابق 4 جمادی اوّل ۱۴۴۸ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	09
4	توجہ دلاؤ نوٹس۔	12
5	رخصت کی درخواستیں۔	18
6	قرارداد نمبر 93۔	18
7	قرارداد نمبر 95۔	22

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب خالد احمد قمبرانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 16/اکتوبر 2026ء بمطابق 4 جمادی اوّل 1448ھ۔

بوقت سہ پہر 3:25 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) عبدالخالق خان اچکزئی اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَکۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۲ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا
الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ۝۴۳ اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ
وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ط اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝۴۴ وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ط
وَاِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ ۝۴۵ لا الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّہُمۡ
الربع
مُّلٰقُوۡا رَبِّہِمۡ وَاَنَّہُمۡ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ۝۴۶

﴿ پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۲ تا ۴۶ ﴾

ترجمہ: اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ کر۔ اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ۔ کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بولتے ہو اپنے آپکو اور تم تو پڑھتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سوچتے ہو۔ اور مدد چاہو صبر سے اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہی عاجزوں پر۔ جن کو خیال ہے کہ وہ روبرو ہونے والے ہیں اپنے رب کے اور یہ کہ ان کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ صدق اللہ العظیم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جی علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اسپیکر۔ پشاور میں بچوں کے اوپر چھت گری ہے جو شہید ہو گئے ہیں اُن کے لیے فاتحہ خوانی کریں مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جہانزیب مینگل صاحب۔

میر جہانزیب مینگل: جناب اسپیکر! مجھے بھی ضروری بات کرنی ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی فاتحہ بھی ہے؟

میر جہانزیب مینگل: فاتحہ بھی ہے سر!

جناب اسپیکر: کس کی؟

میر جہانزیب مینگل: سر! کل ہمارے میر قمبر خان مینگل کے گھر پر صبح چھ بجے فتنہ الہندوستان والوں نے حملہ کیا ہے صبح چھ بجے سے شام چار بجے تک فائرنگ ہوئی ہے جس میں ہمارا ایک بندہ احمد نواز مینگل شہید ہوا ہے اور ایک زخمی ہوا ہے۔ سر! یہ بلوچیت نہیں ہے کبھی بھی دشمن کے گھر پر۔۔۔

جناب اسپیکر: میں فاتحہ کرالوں اُس کے بعد پھر آپ بولیں۔ مولوی صاحب! فاتحہ کریں۔

(شہدا کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔ جی جہانزیب مینگل صاحب۔

میر جہانزیب مینگل: سر! یہ کل صبح چھ بجے کا واقعہ ہے یہ لوگ خود کو بلوچ اور آزادی پسند کا نعرہ لگاتے ہیں فتنہ الہندوستان سر! یہ بلوچیت نہیں ہے۔ میرا گھر ہے وہاں میری ماں بہنیں اُس گھر میں موجود ہیں اگر اُن کو اتنا ہی شوق ہے لڑنے کا تو اپنی جگہ بتائیں میدان بتائیں ٹائم بتائیں اگر مینگل پیچھے ہٹے تو آپ بولیں۔ سر! کمزور ہیں بے غیرت نہیں ہیں۔ میں آج on the Floor بول رہا ہوں۔ سی ایم صاحب! آپ اِس کا تھوڑا نوٹس لیں سر! یہ ایسا گھر نہیں ہے سر! میر لونگ خان کی قربانیاں رہی ہیں تو انشاءاللہ ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے آگے دیکھیں گے۔ مہربانی سر!

جناب اسپیکر: thank you جی جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! میں اِس پر تھوڑا سا عرض کروں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! خیبر پختونخوا میں ہمارے بچے اور بچیاں شہید ہوئی ہیں۔ میں سی ایم صاحب سے گزارش

کرتا ہوں کہ وہ بلوچستان کے تمام پبلک اور پرائیویٹ اسکولوں کی بلڈنگوں کا جائزہ لینے کے لیے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور C&W اور وہاں کے لوکل جو کونسلر ہیں اُن کو ہدایت دے دیں تا کہ وہ ہر علاقے کے اسکولوں کو جا کر دیکھیں اور اگر کوئی خستہ حال اسکول پایا گیا تو اُس کو بند کر لیں میں سمجھتا ہوں کہ primitive measures کے لیے جو واقعات کراچی، لاہور اور پشاور میں ہوئے ہیں یہاں اُس کو روک سکیں جی۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! مدرسے بھی ہیں جن میں بچے پڑھتے ہیں اور کچی درس گاہوں میں پڑھتے ہیں تو اُن کو بھی دیکھنا پڑیگا۔ جی سر!

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): شکریہ honorable speaker ڈاکٹر صاحب نے جس پوائنٹ کی طرف نشاندہی کی ہے اُس سے پہلے میں ایک دو گزارشات اور کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو میں جس واقعے کا ذکر میرے فاضل دوست مینگل صاحب نے کیا۔ میں بھی اِس واقعے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی دہرانا چاہتا ہوں the cost of the repetition کہ from the day first ہم یہاں چند فاضل دوست بیٹھے ہوئے ہیں جو پہلے دن سے کہہ رہے ہیں کہ یہ کوئی بلوچیت نہیں ہے یہ صرف خالصتاً دہشت گردی ہے ناں چادر چار دیواری کا تقدس ہے ناں عزت دار کا تقدس ہے اور ناں سڑکوں کا مطلب کہ ناں مسافر کا۔ ہمارے بلوچی نام سے اِن کا کوئی تعلق ہے اور نہ بلوچیت سے جو ہماری روایات ہیں اُن سے اِن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو یہ دہشت گرد آہستہ آہستہ شکر ہے کہ یہ voices زیادہ ہو رہی ہیں اور society کو یہ پتہ چل رہا ہے کہ یہ بلوچ جو لاحاصل جنگ کی طرف بھیجا جا رہا ہے اُن کا مقصد ایک تو وہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اِس بیچ میں قتل و غارت کے سوا destabilization کے علاوہ اُن کو کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ دوسرا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کل میری غیر موجودگی میں یہاں ایک قرارداد آئی تھی اُس میں ایک آنریبل دوست ہیں ایک معزز آدمی کا نام لیا جن کے والد صاحب یہاں چیف منسٹر رہے ہیں اِس province میں کہ اُن کے گھر پر شاید کوئی اسماء جتک صاحبہ کے والد کے قاتل ہیں وہ وہاں موجود ہیں۔ تو میرے پاس special branch کی رپورٹ ہے intelligence agencies کی رپورٹس ہیں۔ یہ اِس طرح floor of the House پر sweeping statement دے دینا مناسب نہیں ہے کسی بھی شخص کے لیے۔ آج یہ کھڑے ہو کے اُن کے بارے میں کہیں گے اختلافات ہوتے رہتے ہیں کل کھڑا ہو کر میں کسی کے بارے میں کہہ دوں گا۔ تو وہ بھی کسی کی غیر موجودگی میں اور floor of the House پر تو یہ ایک responsible میں سمجھتا ہوں Floor ہے ہو سکتا ہے اُن کی کوئی قبائلی information ہو یا اِس طرح کی کوئی information ہو میں اِس کو صرف correct کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کی information درست نہیں ہے۔ ہماری پولیس law enforcement

agencies اسماء جتک صاحبہ کی فیملی کے ساتھ میرا اپنا contact میں ایک دفعہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ matter اتنا sensitive ہے کہ میں پوری طرح اس ایوان میں کھل کر نہیں بتا سکتا۔جس ممبر کو اِس کے بارے میں کوئی information چاہیے ہو وہ میرے پاس آئیں میں بہت تفصیل کے ساتھ آگاہ کروں گا کہ ہم کہاں تک پہنچے ہیں اور اِس کیس کو کہاں تک لے جایا گیا ہے اور اِس کا منطقی انجام کیا ہوگا وہ بھی انشاء اللہ تعالی پورا بلوچستان دیکھ لے گا۔ اب میں تیسری چیز پر آجاتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی بہت important point ہے۔ڈاکٹر صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہماری course correction کی ہے میں ابھی اِس Floor of House ہی کو حکم دیتا ہوں ہمارے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ education department, local department, Plus جو ہمارے local officials ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر وہ تمام اسکولز کا ایک جائزہ لیں گے سرکاری پرائیویٹ مدرسوں کا آپ نے فرمایا۔تمام کا ایک جائزہ لیں گے۔ مدرسوں کے حوالے سے کیونکہ میرے دوست آج جے یو آئی کے مجھے ڈاکٹر صاحب کے علاوہ نظر نہیں آرہے ہیں ظفر آغا صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اور پیچھے بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ sensitive بہت ہیں۔ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی بلڈنگز چیک کرنے جائیں اور آپ کہیں وہ ہمارے مدرسوں کو ہاتھ لگایا ہے۔اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو ہم مدرسوں کو بھی چیک کرلیں گے۔نہیں تو کیونکہ یہ بہت sensitive ہیں already اِن کے ایشوز چل رہے ہیں مدرسوں کی رجسٹریشن کے حوالے سے ذرا اِسی ان پر بات ہوتی ہے تو جو sensitive ماحول میں پھر ہم اُس کو چھیڑنا نہیں چاہتے۔لیکن سکولز کا مدرسوں کا ہم اِن کو اعتماد میں لینے کے بعد کریں گے اپنے جو اسکولز ہیں جو پرائیویٹ اسکولز ہیں اُن سب کو ہم چیک کریں گے مدرسے کے بچے بھی ہمارے بچے ہیں اللہ نہ کرے کروہاں بھی کچھ ہو جائے۔لیکن کیونکہ میں اُس ماحول کو خراب نہیں کرنا چاہتا کہ ایک ہم آہنگی چل رہی ہے بلوچستان میں already حالات بہت خراب ہیں کم سے کم یہ سیاسی ہم آہنگی جو تھوڑی بہت ہے اِس کو آگے چلنا چاہیے۔تو میں اعتماد میں لیڈر آف اپوزیشن کو لینے کے بعد مدرسوں کا حکم بھی دے دوں گا۔فی الحال میں سکول ایجوکیشن، کالجز، یونیورسٹیز، hospitals جو ہمارے سرکاری غیر سرکاری اِس طرح کے ادارے ہیں جہاں بچے زیر تعلیم ہیں جیسے واقعہ ہوا تھا لاہور میں boilers کا تو ہم نے فوراً اپنے جو boilers ہیں بی ایم سی کے وہ چیک کیا اُس کو وہ expire نکلے ہم نے اُن کی replacement کے بندوبست کا کہہ دیا ہے budget consent کے باوجود ہم کیونکہ budgeted نہیں ہیں وہ تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے وہ boilers change کریں اور اُن کو بہتر کرسکیں۔تو اِسی طرح ہم تمام اسکولز کا ڈاکٹر صاحب audit کرائیں گے honorable Speaker on your behalf ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ audit

کرائیں گے۔اور جو اسکول اِس طرح کا پایا جائے گا تو اُس کو انشاءاللہ تعالیٰ بہتر کریں گے۔thank you

جناب اسپیکر: ok thank you.جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جو پشاور میں واقعہ ہوا ہے۔میں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے ان ماں باپ اُن familiesکے غم میں برابر کے شریک ہیں۔میں صبح سویرے اس کا liveدیکھ رہا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ افسوسناک واقعہ ہو ہی نہیں سکتا۔کہ ایک ماں صبح، ہمارے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں پوتے ہیں کتنے پیار سے محبت سے اُن کا ٹفن تیار کرتی ہے اُن کو روانہ کرتی ہے اس امید کے ساتھ کہ واپس آئیں گے کھلکھلاتے پھول اور پھر ہم ان کو گلے لگائیں گے اور وہ اپنے اسکول کی داستان سناتے ہیں کہ آج امی جی یہ ہوا آج پاپا یہ ہوا۔اور واپسی میں اُن کی لاشیں ایک شخص کے، تین گھر کے بچے ایک کے دو بیٹے۔تو مجھے افسوس کس بات کا ہے اس میں۔کہ ایک جو property ownerتھا اُس کو گرفتار کیا گیا میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر ناانصافی ہے 13 سال جو دعوے کرتے ہیں جس نے پورے پاکستان کو پاکستان کی معیشت کو نقصان دیا۔دہشتگردی کو فروغ دیا۔اُس پارٹی کی 13 سال وہاں حکومت تھی دعوے تو وہ بڑے کرتے تھے کہ جی ہم نے پتہ نہیں کیا کیا ہے۔یہ واقعہ directاس کا CMذمہ دار ہے اس کا جو منسٹر تھا وہ ذمہ دار ہے اور اُس کا sittingجو سیکرٹری تھا وہ ذمہ دار ہے۔بجائے اس کے کہ گرفتار ایک property ownerکو کریں یہ lack of governanceتھا جو بڑے دعوے کرتے تھے جو کہتے تھے کہ جی پتہ نہیں پاکستان کو ہم کیا گل وگلزار بنائیں گے سوئٹزرلینڈ بنائیں گے۔پشاور جو صوبائی دارالحکومت ہے وہاں کے ایک اسکول کی دیواروں کو نہیں دیکھ سکے اس کی حالت کو نہیں دیکھ سکے تو میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ directاُس چیف منسٹر پر FIRہونی چاہیے اُس کے سیکرٹری پر FIRہونی چاہیے اور جو اس کا ڈائریکٹر ہے یا evenجو چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے وہ اس صوبے کی ہر چیز کے اوپر اللہ ہے نیچے وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔تو میں گزارش کروں گا کہ ان کے خلاف FIR کاٹی جائے بجائے اس کے کہ ایک propertyوہ تو ایک rentپر چیز دینے والا ہے پرانی گاڑی ہے نئی گاڑی ہے اس پر سواری کرو۔تو میں سمجھتا ہوں کہ اصل ذمہ دار اس کا منسٹر ہے سیکرٹری ہے اور چیف منسٹر ہے اس کے خلاف FIR ہونی چاہیے

Thank you very much

جناب اسپیکر: thank you

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اجازت ہے۔

جناب اسپیکر: جی please۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں پشاور واقعہ کی جو المناک اور دردناک واقعہ پیش آیا اس

میں اپنی طرف سے اور عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے اُس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔سی ایم صاحب نے بات کی۔ حالانکہ اُس کے بعد بات کرنا تو مناسب نہیں ہے لیکن میں کچھ ایسا کہوں گا کہ کوئٹہ مجھے کچھ جو آس پاس کے علاقے ہیں remote area کو تو چھوڑ دیں کہ میں اگر districts میں جاؤں ژوب سے لے کر چمن تک یا آواران تک یا تربت تک۔کوئٹہ میں ایسے خستہ حال اسکول موجود ہیں جو بغیر رجسٹریشن کے open ہوئے ہیں۔ہر ایک کا ایک بزنس اُنہوں نے بنایا ہوا ہے اور بچوں پر فیس رکھ کر اسکول کھولتے ہیں کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا ہے چاہے وہ اسکول ہو چاہے وہ مدرسہ ہو۔ اس میں ہم نے seriousایک actionلینا ہے جس طرح سی ایم صاحب نے کہا کہ چاہے hospitalsہو یا hospitals میں یہ بھی دیکھنا ہے کہ آپ پڑھاتے کیا ہیں آپ علاج کیا کرواتے ہیں؟اسکول میں کیا پڑھاتے ہیں؟ ایجوکیشن ہے یا نہیں؟ hospitalsمیں وہ علاج جو ہوتا ہے وہ ہے یا نہیں؟ میں ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو سناتا ہوں سی ایم صاحب کی توجہ چاہیے۔آغا خان ہسپتال پاکستان کا بڑا ہسپتال ہے میں تو کیس جاننے کے لیے ابھی کورٹ سے رجوع کرنے کی کوشش کر رہا ہوں میری اپنی first cousinہے اُس کا دس سال سے stomach کا problem چل رہا ہے اور آغا خان سے علاج ہو رہا ہے ڈاکٹر مشتاق ہے یا اشتیاق ہے اُس سے اِن کا علاج شروع ہے۔ ابھی آخر میں وہ اس حالت میں پہنچی کہ وہ موت کے قریب آنے لگی تو ہم نے اُس کو Bumrungrad Hospital بھجوایا یہ ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے وہاں پر اُس کا جو test کروایا گیا جو endoscopyہوتی ہے اُنہوں نے کی تو اُس کا مرض ظاہر ہوا۔اندر جو بھی تھا زخم بنے ہوئے تھے سب کچھ وہ پوری ایک تفصیلیreport آئی اور اُنہوں نے لکھ کر ہمیں letterدیا کہ آپ آغا خان ہسپتال میں جو آپ کی endoscopyہوئی ہے یہ آپ سن لیں یہ سننے کی بات ہے۔یہ دس سال پہلے ہم نے یہ lens ناکارہ ہو گیا ہے یہ دس سال پہلے rejecteds آپ کی endoscopyمیں استعمال ہو رہی ہے اُس ڈاکٹر نے اُس ہسپتال نے باقاعدہ ایک تفصیلی report ہمیں دی تو ہمارے آغا خان ہسپتال کی یہ حالت ہے۔ہم اپنے بچوں کو اپنے مریضوں کو نہیں بچا سکتے ہیں اس لیے کہ آغا خان میں یہ علاج ہو رہا ہے اور آپ کو میں ایک اور قصہ سناؤ تھ سٹی میں میرا ایک دوست ہے اس سے کہا کہ آپ کے stents آپ کا جو blockage ہے یہ اتنا خطرناک ہے کہ آپ کو stentsلگانا چاہیے۔اور ایک بھائی نے اُن سے کہا کہ آپ آجائیں اسلام آباد میں، میں آپ کا علاج کرواتا ہوں یہ ایک اچھا ڈاکٹر ہے خیر وہ story لمبی ہے۔وہ ہوا وہ تو ادھر بیان نہیں کر سکتا ہوں لیکن جب وہ ہوا۔ اُس نے کہا کوئی ہے ہی نہیں آپ کو heart کا problem ہے ہی نہیں۔یہ ہمارے وہ top hospitals ہیں جو ڈاکٹر لوگ اُس میں اس طرح کے علاج کرتے ہیں۔وہ بھی رپورٹ پڑی ہوئی ہے ابھی میں سی ایم صاحب سے اور یہاں Health Ministerتو ہے ہی نہیں۔اور Education

Minister بھی نہیں ہے یہ جو ہمارے دو اہم ادارے ہیں جن میں پڑھانے کے لیے ہمیں پوچھنا چاہیے buildings چھوڑ دیں وہ تو اتنے بچے جب شہید ہوئے ہیں۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب نے بھی کہا سب نے کہا۔

جناب اسپیکر: آپ کا point کیا ہے زمرک خان صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ building کے ساتھ اُن کا ازسرِ جائزہ لینا چاہیے۔ چاہے وہ hospitals بنے ہوئے ہیں کسی بھی remote area میں۔ چاہے وہ اسکول بنے ہوئے ہیں اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کیا ہم وہاں course کیا پڑھاتے ہیں وہاں اِن کو کیا پڑھایا جاتا ہے۔ چاہے وہ اسکول ہو چاہے وہ مدرسہ ہو اور hospitals کو check کرنا چاہیے کراچی کو تو چھوڑیں۔ کراچی کی یہ حالت ہے ہم کم از کم اپنے کوئٹہ کے ہسپتالوں کا ازسرنو جائزہ لیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک، ٹھیک۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اُن کی تمام machineries ہو وہاں doctors کو ہدایت جاری ہو تو کوئی غلط طریقے سے علاج نہ ہو اُن کا صحیح طریقے سے علاج ہو بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: okay Thank you very much۔thank you

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

میر جہانزیب مینگل صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 268 فرمائیں۔

میر جہانزیب مینگل: سر! سوال نمبر 268۔

جناب اسپیکر: جی Minister for public health engineering please

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جی میر جہانزیب مینگل صاحب۔

میر جہانزیب مینگل: ٹھیک ہے سر۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: thank you

جناب اسپیکر: It is okay satisfied question no 268 disposed off زابد علی ریکی صاحب کے 3 questions ہیں جو کہ 327، 365 again public health engineering سے متعلق ہیں he is not here دونوں سوالات next session تک defer کرتے ہیں۔ اصغر علی ترین صاحب again۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اِن کے کافی ٹائم سے اپنے زابد علی ریکی صاحب کے۔ اور مجھے کافی ٹائم سے جواب دیا

گیا ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے۔3، 4دفعہ یہ موخر ہوئے ہیں تو اس کو dispose off کریں مہربانی کر کے اگر ہوا تو وہ fresh پھر دوبارہ سوال لائیں۔

جناب اسپیکر: مطلب یہ بار بار اس کے جواب دیے گئے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی جی بار بار جواب دیے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے میر زابد علی ریکی کے Question No 327-365-418-516-517-518- 568-569 and 596 یہ تمام questions زابد علی ریکی صاحب کے ہیں اور public health engineering سے متعلق ہیں disposed off کیے جاتے ہیں۔ جناب اصغر علی ترین صاحب یہاں نہیں ہیں انکا question no 368 بھی next session تک defer کرتے ہیں۔جناب اصغر علی ترین صاحب کا سوال نمبر 369 بھی public health engineering سے متعلق ہے defer کرتے ہیں۔مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 469 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 469۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جواب قبول ہے سی ایم صاحب نے ہمیں یقین دہانی کرائی ہے کہ کام کو انشاءاللہ اس سال مکمل کریں گے۔

جناب اسپیکر: you are satisfied?

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ کا Thank you again question no 469 disposed off مولانا ہدایت الرحمٰن سوال نمبر 485۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 485۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی ٹھیک ہے یہ قبول ہے سلیم صاحب کو تنگ نہیں کریں۔

جناب اسپیکر: again question no 485 disposed off

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! میری اس سلسلے میں ایک گزارش ہے کہ اس وقت تمام بلوچستان کے سی ایم صاحب! جو water supply کے repair کے funds ہیں وہ بند ہیں اور ایک دفعہ اگر ایک water supply خراب

ہو جائے تو سال بھر خراب رہتا ہے آپ مہربانی کر کے سی ایم صاحب یہ جو repair کے کبھی سمر سیبل خراب ہے کبھی دوسری چیزیں خراب ہیں all mostly all the majority of the water supply are functionless اِن کو مہربانی کر کے ہمارے منسٹر چلے گئے ہیں۔ کہ آپ اِن کو کوئی funding کا طریقہ وہ کر دیں۔ پہلے جو ملتے تھے اتنا ہی ڈیپارٹمنٹ کو دیدیں جی۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔ جی منسٹر صاحب!

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): اِن کی نشاندہی کی ہے یہ overall بلوچستان میں ایک اہم issue ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ کے لئے اتنی funding ہے نہیں کہ وہ اِن چیزوں کو repair کر سکے یا چلا سکے اِس کے لئے مَیں فنانس منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھوں گا اور سی ایم صاحب سے بھی request کریں گے کہ تاکہ کچھ پیسے دیئے جائیں جو اِس طرح کے issues آتے ہیں تاکہ ڈیپارٹمنٹ اِس کو solve کر سکے۔

جناب اسپیکر: آپ کے پاس fund available ہونے چاہیے۔ question نمبر 369-368 اصغر علی ترین صاحب کے ہیں disposed off کیے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹس۔**

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان) سر! مَیں ایک سیکنڈ۔

جناب اسپیکر: جی جی سر! پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جب بھی میرا نمبر تو آپ سب سے گزارش کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں مولانا صاحب! تقریباً۔

جناب قائد ایوان: سر! مَیں معافی چاہتا ہوں میں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا یہ جو calling attention notice ہے مجھے honestly speaking میں with due to honourable مولانا صاحب سر! اِس کی کوئی نہ ایک خاص قسم کی نہ ایک جو ہماری book ہے جو green book آپ نے ہمیں پکڑائی ہے اُس میں ایک خاص وجوہات ہوتی ہیں جس کی وجہ پر کسی منسٹر کی توجہ دلائی جاتی ہے۔ ابھی اِتنے broad ہے کہ اِس کا جواب تو میرا خیال ہے منسٹر S&GAD بیٹھا ہوا ہے۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اتنے broad کا جواب کیا دیں گے یہ کیا عوام کے لیے پانی کا کولر رکھیں کیا کریں؟ پورا دن تو یہی کام چل رہا ہوتا ہے ہم بھی offices میں بیٹھ کے یہی کام کرتے ہیں عوام کی خدمت کرتے ہیں honorable ministers بھی کوئی کوئی ایسا توجہ دلاؤ نوٹس ہو میری

گزارش پر اِس کو سر! مہربانی کریں۔

جناب اسپیکر: میرا جو question تھا وہ آپ نے repeat کر دیا exactly میں یہی question اِس سے پوچھنے والا تھا کہ what do you want from the government

جناب قائد ایوان: اور اِس میں ہے کیا؟

جناب اسپیکر: اِس میں کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ؟ جی آپ پڑھیں ذرا آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔۔(مداخلت) سر! ٹھیک ہے آپ کا سوال ہے ٹھیک ہے آپ پڑھیں ذرا آپ پڑھیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی جی۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ توجہ ہے۔ وزیر برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی توجہ ایک مسئلہ کی جانب مبذول کروائیں گے کہ صوبائی سرکاری دفاتر میں عوام کو اپنے جائز کاموں کے حل کی بابت اِنتہائی مشکلات کا سامنا ہے۔ لہٰذا حکومت نے سرکاری دفاتر میں عوام کے مسائل کے جلد حل کی بابت کوئی خاص اقدام اُٹھائے ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کیا کرے اِس میں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی بالکل مَیں، اصل میں اِس توجہ دلانے کا مقصد یہ ہے سی ایم صاحب۔

جناب اسپیکر: جی سر! جی۔۔۔(مداخلت)۔

جناب قائد ایوان: پھر نہیں ہوتی ہے اِس پر کچھ اور ہوتا ہے this is what rules says ایک منٹ honourable member فاضل ممبر please سر! میں کیونکہ منسٹر ہوں میرے پارلیمانی سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی کا وزیر میں ہوں میری توجہ ہوگئی ہے اِس مسئلہ پر۔ شکریہ جی۔

جناب اسپیکر: بالکل، بالکل۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اِس میں بات اسپیکر صاحب! دیکھیں یہ توجہ ہوگی یہ کیوں میں نے پیش کیا؟

جناب اسپیکر: سر! بات یہ ہے ناں میں تھوڑا سا اب clear کر دوں توجہ دلاؤ نوٹس کا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسپیکر صاحب! تھوڑا دیکھیں یہ صرف rule میرے لیے ہے؟ صرف واحد ممبر 65 میں میں ہوں کہ rule میرے لیے ہے تمام آپ پوری قومی اسمبلی میں صوبائی اسمبلی کا rule ایک ہی ناچیز ہدایت الرحمٰن پر آپ لوگ implement کریں گے؟ تو یہاں دونوں تھوڑا تھوڑا ظاہر ہے یہ اب میں بطور ایم پی اے میں اپنے تجربے کے لیے بتایا ڈھائی سال مجھے ایم پی اے ہو گئے ہیں۔ میں نے پیش کیا ہے کہ ڈھائی سال جو صوبائی سیکٹریٹ میں خوار ہوں

ڈائریکٹریٹ میں خوار ہوں اور آپ کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں جو جناب اسپیکر! سنیں ناں ڈاکٹر صاحب! سنیں جناب اسپیکر! سنیں توجہ چاہیے جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: سر! میں تھوڑی سی آپ کی سہولت کے لیے آپ سُن لیں ذرا میں اِس چیز کو clear کردوں کہ یہ آپ کا توجہ لاؤ نوٹس صرف توجہ دلانے کے لیے ہوتا ہے یا پھر اِس میں گورنمنٹ آپ کو جواب دیا بھی ہے؟ آپ ذرا اُس کو سن لیجیے۔ پہلے میں پڑھ کے سنا دیتا ہوں آپ کو چیف منسٹر صاحب your attention please سر! یہ the calling attention notice shall be in then form of question address to the minister concerned and shall be given in writing to the secretary not less than 24 hours before the commencement of the sitting on the day on which it is proposed to be fix۔ تو یہ سر! question کے فارم میں ہوتا ہے normally calling attention تاکہ وہ attention تو ہوگی یہ سارے ہاؤس کی ہوگئی ہے لیکن جو concern منسٹر ہے وہ یہ question کی فارم میں بنے گا وہ اُس کو جواب دیگا جواب دہی کے لیے ہی پابند ہے کہ وہ آپ کو جواب دیگا لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے question میں جو problem ہے وہ that is not exact point پر نہیں ہے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ یعنی پوری گورنمنٹ سے آپ نے سوال کیا ہے نہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے کیا ہے نہ آپ نے کسی اور ڈیپارٹمنٹ سے کیا ہے اپنی پوری گورنمنٹ کو treasury benches کو address کیا ہے لیکن سوال آپ کا سمجھ میں نہیں آرہا کیا سوال ہے آپ کا؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! میں پوری صوبائی حکومت وزیر اعلیٰ صاحب سن لیں پوری حکومت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کا صوبائی سیکرٹریٹ ہو آپ کا ڈائریکٹریٹ ہوں آپ کا ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ہوں آپ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہوں پورے ڈیڑھ کروڑ عوام خوار اور ذلیل ہیں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں جائز سے جائز کام کے لیے آپ کو ایک ایک سال لگتا ہے میں بطور ایم پی اے، صوبائی سیکرٹریٹ میں 8 ہزار آپ کے ملازم ہیں ایک فائل چھ مہینے تک نہیں نکلتی سوائے میٹنگوں کے اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا اور اِسی پر توجہ میں دلانا چاہتا ہوں اربوں روپے آپ کے 600، 900 ارب روپے اِنہی بیوروکریٹس پر خرچ ہوتا ہے عوام الناس خوار اور ذلیل ہیں یہ میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پورا پروٹوکول enjoy کرتے ہیں آپ کی بیوروکریسی کوئی کام عوام الناس کا نہیں کرتے یہ میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں بطور ایم پی اے ڈھائی سال جناب اسپیکر! سن لیں یہ میں تجربہ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: سر! یہ جو اِتنی بڑی سر! سُنیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جو میٹنگیں ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! یہ جو اِتنی بڑی PSDP بنتی ہے یہ کیا ہے یہ تو یہی عوام کی development تو یہی ہے کیا ہو رہا ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: عوام کی ڈویلپمنٹ ہے یہ۔

جناب اسپیکر: عوام کو ریلیف نہیں ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں۔ بالکل آپ کی بیوروکریسی جناب سی ایم صاحب بتادیں ہماری جو بیوروکریسی ہے۔

جناب اسپیکر: PSDP کی beneficiary آپ نہیں ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کون؟

جناب اسپیکر: آپ۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: beneficiary میں نہیں ہوں ڈیڑھ کروڑ عوام ہیں میں کمیشن نہیں کھاتا ہوں۔

جناب اسپیکر: سر! میری گزارش ہے میرا مطلب ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: beneficiary مَیں نہیں ہوں beneficiary بیوروکریسی ہے۔

جناب اسپیکر: سر! مولانا صاحب۔

جناب قائد ایوان: اِس مسئلے کو حل کر دیتے ہیں۔ سر! مولانا صاحب! مَیں اِس مسئلہ کو حل کرتا ہوں آپ کیوں جذباتی ہو رہے ہیں سر! ایک تو۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ ہمیں کہ آپ آخر میں بات کریں ناں۔

جناب قائد ایوان: مَیں اسپیکر صاحب کو ایک چیز پڑھ کے سنانا چاہتا ہوں سر! اِس پر جو B میں لکھا ہوا ہے نمبر 2 پر member shall not ask more than one such question in a sitting, not more than one question اِس کا مطلب ہے صرف ایک specific question ہوگا۔

جناب اسپیکر: exactly بالکل۔

جناب قائد ایوان: اب یہ ایک تو specific نہیں ہے ڈیڑھ کروڑ میں سے ایک تو مَیں ہوں۔ ڈیڑھ کروڑ عوام ذلیل و خوار ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ عوام نہیں ہیں ابھی۔

جناب قائد ایوان: ایک یہ میرا دوست بیٹھا ہوا ہے ایک ایک وہ بیٹھے ہوئے ہیں کچھ اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں کچھ وہ بیٹھے ہوئے ہیں عبدالمجید بادینی کیوں sweeping statement دے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: حکومت عوام نہیں ہیں حکومت ذمہ دار ہے جواب دے رہی ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائد ایوان: چلیں میرا ڈرائیور ہے میرا گن ہے میرا کوئی بھتیجا، بھانجا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! rules کو ہم ساتھ ساتھ clear کرتے جائیں گے سر!۔

جناب قائد ایوان: سر! میری گزارش سُن لیں۔ توجہ ہماری آ گئی اِن کی satisfaction نہیں ہو رہی میرے پاس میرے دفتر tuesday کو تشریف لے آئیں مَیں اِن کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا میں اِن کو پورا جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے اِس پر پورا brief دونگا ایک اور statement اُنہوں نے floor of the house دیا فائلوں کی عمر پتہ نہیں کیا آپ نے کہا کتنا عرصہ ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: 6،6 مہینے۔

جناب قائد ایوان: 6،6 مہینے۔ average فائل کی جو عمر ہے اِس وقت It was 90 days before us, before we took charge of the government. Now it is 13 days, How much Sir? now it is 13 days of file is initiated from any directorate, any office, any summary اُس کی age is 13 days now یہ کمپیوٹرائز کر چکے ہیں it is E-filling now میرے آفس پر وہ سکرین لگی ہوئی ہے مولانا صاحب بھی آتے ہیں اُس پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اِس فائل کی کتنی عمر ہے یہ کدھر سے نکلی ہے اُس سمری کی وہ خود بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں اُدھر روزانہ آتے ہیں میرے پاس تو میرے پاس آ جائیں tuesday کو میں اِن کو مکمل satisfy کر دوں گا اِس توجہ دلاؤ نوٹس پر تقریر نہیں ہوتی honourable Sir! وہ صرف سوال۔۔۔

جناب اسپیکر: سر! وہ لکھا ہوا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ویسے میری ہر بات کو تقریر سمجھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ مولوی صاحب! یہ ایک rule کا ہے اُسکو clear کرتے ہیں! آنریبل چیف منسٹر صاحب

سر! آپ نے کہا تھا کہ not more than one question وہ لکھا ہوا ہے سر! not more than one calling attention Sir! not a question. It is calling attention ہے جو کہ وہ ایک کر سکتا ہے question is something else, call attention is something else مولانا صاحب سی ایم صاحب نے آپ کو invite بھی کر لیا ہے آپ کو بلا بھی لیا ہے تو میرے خیال میں اِس سے زیادہ بڑی higher authority تو اور کوئی نہیں ہے ناں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: صرف ایک دو منٹ مَیں ایک مثال دیتا ہوں اپنی بطور ایم پی اے۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: گوادر کے ایک پرائمری سکول کو مڈل کرنے میں مجھے پانچ سال لگتے ہیں یہ حکومت ہے حکومت آپ کی بیوروکریسی، ایک دفعہ یہ آپ کی بیوروکریسی ایک پرائمری سکول کو جب مڈل کرنے میں لگ جاتا ہوں مجھے 5 سال ایک پرائمری کو مڈل کرنے میں لگتے کیوں؟ ایک دفعہ ہم جاتے ہیں کہتے ہیں کہ فلاں کو مڈل کرو، مڈل کرنے کے بعد پھر جاتے ہیں کہ SNE دے دو، SNE دینے کے بعد کہتے ہیں 2 بلڈنگ دے دو میرے 5 سال لگتے ہیں ایک پرائمری اسکول کو مڈل کرنے میں یہ آپکی بیوروکریسی۔ آپ لوگ کیوں بیوروکریسی کی ترجمانی کرتے ہیں؟ آپ کے صوبائی سیکرٹریٹ اور ڈائریکٹریٹ میں عوام الناس اور ایم پی اے ذلیل ہیں آپ کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں ایم پی اے ذلیل ہیں۔ آپ کہتے ہیں بیوروکریسی بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ آپ کی پوری بیوروکریسی۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: عوام آپ کے سرکاری دفاتر میں خوار اور ذلیل ہیں۔

جناب اسپیکر: ہوگئی مولوی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ کے سرکاری دفاتر میں عوام خوار اور ذلیل ہیں۔ آپ کے دفاتر میں عوام کی کوئی عزت نہیں ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! یہ general statement ہے عوام۔ آپ اگر اپنی حد تک بات کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: general نہیں آپ سروے کر لیں۔ حکومت سروے کر لے۔ وزیر اعلیٰ سروے کر لیں! کہ بلوچستان کے عوام سرکاری دفاتر میں خوار ہیں اگر خوار نہیں ہیں مجھے سزا دے دیں۔

جناب اسپیکر: سر! آپکی بات ٹھیک ہے لیکن یہ general statement ہے آپکی calling attention بھی آ گئی آپ نے question بھی کر لیا اور Chief Minister نے reply بھی کر دیا thank you very

much آپ تشریف رکھیں۔

جناب اسپیکر: سر! ہوگیا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پندرہ خامیاں بیوروکریسی کی میں نے لکھی ہے۔ میں آپ کو دیتا ہوں اور CM کو بھی دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: سر! آپ نے بھرپور انداز میں ہاؤس کو سنا دی۔ پورے ہاؤس نے آپکی بات سن لی آپ تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: سر! میں ایک بات کی وضاحت کروں؟

جناب اسپیکر: سردار صاحب! نہیں آپ میری بات سنیں۔ ذرا ایک منٹ! سر! میں آپ کو بتاؤں calling attention پر only جس نے کیا ہے اور سی ایم صاحب نے on behalf of the House جواب دے دیا ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میں ایک چھوٹی سی گزارش کرلوں جناب اسپیکر صاحب! ایسے ہے سر! ہم پڑھتے تھے یونیورسٹی میں ناں۔ تو عبیداللہ بابت لالا بالکل پڑھتے تھے تو وہ بھی سیاست میں آ گئے ہم بھی۔ جب وہ تقریر کرتا تھا تو اُس کی ٹانگیں کانپتی تھیں۔ تو کسی نے اُس کو مشورہ دیا کہ شبوزئی میں گوبھی بہت زیادہ کاشت کی جاتی ہے، لورالائی سے آگے شبوزئی اُن کا گاؤں ہے۔ تو اُس سے کہا کہ وہاں جا کر صبح۔ یہ سمجھو کہ گوبھی وہ پبلک بیٹھی ہے پگڑی باندھی ہوئی ہے اُن کے سامنے تقریر کیا کرو ناں تو تم use to ہو جاؤ گے تو اُس نے یہ کیا۔ تو میرا مولوی صاحب کو یہ مشورہ ہے کہ کوئی گوبھی کی کھیت دیکھ لیا کریں صبح جا کر اُدھر تقریر کر کے پھر اِدھر تھوڑا سا ہمیں بخش دیا کریں۔

جناب اسپیکر: Sir thank you very much,no sorry sorry۔ توجہ دلاؤ نوٹس مولانا صاحب کا disposed off

جناب اسپیکر: **رخصت کی درخواستیں۔**

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر زابد علی ریکی صاحب نے آج تا 22 اکتوبر کی نشستوں سے۔ جبکہ جناب نور محمد دُمڑ صاحب، میر لیاقت علی لہڑی صاحب اور جناب سنجے کمار صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

(نہیں نہیں)

جناب اسپیکر: جو حضرات کہتے ہیں کہ درخواستیں منظور نہیں ہونی چاہئیں وہ کھڑے ہو جائیں please rise on your seats, only three, thank you very much رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **غیر سرکاری قرار دادیں۔**

مولانا صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 93 پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔**قرارداد نمبر 93۔** ہر گاہ کہ صوبے میں جمہوری نظام کی مضبوطی اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی، عوامی مسائل کے فوری حل اور متوازن اور پائیدار ترقی کے لیے ایک مضبوط، بااختیار، موثر اور مالی اور انتظامی خودمختار بلدیاتی نظام کا قیام ناگزیر ہے۔ بلدیاتی ادارے عوام اور حکومتی نظام کے درمیان بنیادی رابطے کا ذریعہ ہیں۔ جو مقامی ضروریات کی نشاندہی اور عوام کو اُن کی دہلیز پر بنیادی سہولیات کی فراہمی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبے میں بلدیاتی اِداروں کو موثر بنانے کے لیے اُنہیں مناسب مالی وسائل، انتظامی اختیارات، ضروری افرادی قوت، بلدیاتی اداروں کو پانی کی فراہمی، صفائی، نکاسی آب، سڑکوں کی دیکھ بھال، سٹریٹ لائٹس، عوامی صحت اور بلدیاتی شہری اور مقامی سہولیات کی فراہمی، بلدیاتی فنڈ کی بروقت فراہمی اور منصفانہ تقسیم اور بلدیاتی انتخابات کا بروقت انعقاد اور منتخب نمائندوں کو آئینی اور قانونی اختیار کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔ مزید برآں بلدیاتی نمائندوں کی تربیت اور استعداد بڑھانے کے لیے خصوصی پروگرامز بھی شروع کیے جائیں تاکہ عوامی مسائل مقامی سطح پر حل، ترقیاتی عمل میں عوام کی موثر شمولیت ممکن اور صوبے میں نچلی سطح پر جمہوری اِداروں کو مستحکم بنایا جاسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 93 پیش ہوئی۔ اَب محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بہت شکریہ اسپیکر صاحب! ایک تو ہماری گورنمنٹ کی تین سطح ہیں دنیا میں، ایک ہے فیڈرل گورنمنٹ، دوسرا ہے صوبائی جو گورنمنٹ ہے، تیسرا ہے لوکل گورنمنٹ۔ دنیا کی جتنی مثالیں دیتے ہیں ترقی یافتہ شہروں کی یا علاقوں کی وہاں لوکل گورنمنٹ کو جو اِختیارات حاصل ہیں دنیا میں بدقسمتی سے شاید وہ ہماری صوبائی حکومتوں کو حاصل نہیں ہے۔ جو وہاں کی لوکل گورنمنٹس کو۔ جناب سپیکر! بلدیاتی انتخابات تو کرائے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہاں جمہوری دور میں بہت کم مثالیں ملتی ہیں جو بلدیاتی انتخابات کرائے گئے ہیں۔ لیکن جب بھی بلدیاتی انتخابات کرائے گئے لیکن بلدیاتی نظام کو نہ مالی اِختیارات دیئے گئے ہیں اور نہ انتظامی اِختیارات دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے بلدیاتی اِدارے تو موجود ہیں لیکن اُس کے اثرات اور ثمرات وہ ہمیں معاشرے میں نظر نہیں آتے۔ حالانکہ لوکل گورنمنٹ جتنی فعال ہوگی اِس میں کئی دفعہ ہم نے تجاویز بھی دیں کہ جو آپ کی پرائمری ایجوکیشن ہے پرائمری آپ کی ہیلتھ ہے میونسپل سروسز جتنی آپ کی ہیں

آپ اُن کو بہتر اگر بنانا چاہتے ہیں تو لوکل گورنمنٹ کو آپ اِختیارات دے دیں انتظامی اِختیارات بھی دے دیں مالی اِختیارات بھی دے دیں۔ جتنے آپ اِختیارات نیچے shift کریں گے تو اِس سے جمہوریت اور عوام کو بھی فائدہ ہے جتنے آپ اِختیارات نیچے دیں گے جتنے زیادہ اختیارات اُوپر ہوں گے تو اِس سے عوام مشکلات کا شکار ہوں گے اِس کا مقصد یہی ہے۔الحمدللہ اِس کو میں نے اِس لیے پیش کیا الحمدللہ گوادر کی جو کارپوریشن ہے جناب اسپیکر صاحب! گوادر کی کارپوریشن کے عوام نے مجھے دیا۔ وہاں کے وسائل ہمیں دیئے گئے تھے میں نے اِس لیے بطور مثال اسمبلی فلور پر کھڑے ہوکر کہہ رہا ہوں کہ صوبائی حکومت جا کر کے گوادر کارپوریشن کا دورہ کرے دیکھیں اور پورے بلوچستان کی تمام جتنی میونسپل کارپوشنز ہیں چاہے کوئٹہ سب جا کر کے گوادر دیکھیں اگر پورے بلوچستان میں کوئی ایسی ایک جگہ کارپوریشن جو digital نظام عوام الناس کے لیے بنایا ہے پورے بلوچستان میں ایسا نہیں ہے جو گوادر میں ہے۔ پورے بلوچستان میں نہیں ہے یہ ہے ایمانداری کے ساتھ دیانت داری کے ساتھ۔ایک vision کے ساتھ جب آپ لوکل گورنمنٹ کی جب آپ اُسکی سرپرستی کریں گے کام کریں گے تو result ہوگا لیکن وہ بے اِختیار ہے اُس سطح پر اُن کے ساتھ اِختیارات نہیں ہیں اُس کے باوجود بھی ہم نے اپنی محنت کی ہماری ٹیم نے محنت کی وہاں کام کیا ہے ابھی ہماری کمیٹی نے ظہور بلیدی صاحب، ظفر آغا صاحب سب نے دورہ بھی کیا کارپوریشن کا ہم نے visit بھی کرایا صرف ایک ہی بندہ ڈیسک بجا رہا ہے اور کوئی بجا بھی نہیں رہا ہے بھائی کوئی اچھا کام ہوا ہے آپ سب ڈیسک بجائیں صرف سردار عبدالرحمٰن صاحب ڈیسک بجاتے ہیں ابھی گوادر میں بہت اچھا کام ہوا ہے سردار عبدالرحمٰن صاحب آپ کوئی بھی مثال دیتے ہیں وہ کام ہم نے کیا ہے ایسے ہی۔ مہربانی! دونوں ہاتھوں سے۔اچھا اِس طرح ہے گوادر میں۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: اچھا دونوں ہاتھوں سے بجائیں ہاں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دونوں ہاتھوں سے بجائیں باقی نہیں صرف سردار عبدالرحمٰن صاحب دونوں ہاتھوں سے بجائیں کیونکہ اُس نے مثال بہت اچھی دی تھی۔

جناب اسپیکر: continue please مولوی صاحب! continue۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اچھا میرے کہنے کا میری قرارداد کا مقصد یہ ہے۔ یہ لوکل گورنمنٹ کو اِختیارات دیئے جائیں اِنتظامی جو article ہے ہمارا 140 میں جو ہمارے آئین میں ہے وہ بلدیاتی الیکشن کو یا لوکل گورنمنٹ کو مالی اِختیارات بھی دیتے ہیں اِنتظامی اِختیارات بھی دیتے ہیں۔تو میں نے اِس لیے پیش کیا کہ الحمدللہ گوادر میں ہمیں چار سال ہونے والے ہیں ہم نے گوادر میں الحمدللہ، ظہور صاحب نے کام کیا نہیں کیا ظہور صاحب! کام ہوا نہیں ہوا گوادر میں گوادر کی ہماری لوکل کارپوریشن عبدالمجید بادینی صاحب بھی تھے میں بھول گیا لیکن الحمدللہ وہاں ہم نے بہترین ہماری ٹیم

نے ماجد جوہر صاحب ہمارے چیئرمین ہیں اُنکی قیادت میں کونسلر جو ہمارے محنت کرتے ہیں میں آج Assembly floor پر اِس لیے میں challenge دے رہا ہوں ہم اِس لیے باتیں کریں صرف باتیں نہیں کرتے ہم صرف تقریریں نہیں کرتے ہم صرف یہ نہیں کہ میں آتا ہوں Assembly floor پر تقریریں کرتا ہوں آپ سب کو دعوت ہے جا کر گوادر میں میرے کام بتائیں گے کہ یہ صرف تقریر کرنے والے نہیں ہیں کام کرنے والے ہیں اور اِس لیے میرے وہاں روڈ اور میرے دفتر والے آپکو بتائیں گے۔ وہاں جو ہمارے کونسلروں کے چیئرمین جو دفتر ہے وہ اِس time وزیراعلیٰ ہاؤس کا آپکو اِسی طرح وہاں digital نظام ہم نے بنایا ہے certificate birth certificate municipal services میونسپل پولیس گوادر میں ہم نے بنائی ہے جہاں کوئی گٹر بہہ رہا ہوگا کوئی پانی گر رہا ہوگا ہماری میونسپل پولیس جا کر کے وہاں action لیتی ہے جرمانہ کرتی ہے۔

جناب اسپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ اِسکو اور مضبوط کیا جائے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہم کہتے ہیں اِس کیلئے ہمیں وسائل دیدیں ہماری سرپرستی کریں ہمیں انتظامی اور مالی اِختیارات دے دیں اور انشاءاللہ ہم لوکل گورنمنٹ کو جتنا empower کریں گے اُس کو وسائل دیں اُس کی سرپرستی کریں گے۔ اُس کے اثرات اور ثمرات نیچے عوام تک جائیں گے۔

جناب اسپیکر: thank you, thank you very much اچھا ایک آپ سب حضرات کے لیے۔ تھوڑی سی educate you all یہ calling attention کے بارے میں، مولوی صاحب! خاص طور پر آپ ذرا غور سے سنیں۔ یہ کہتے ہیں The member moving the calling attention shall not have a right of reply. یعنی اگر آپ ایک calling attention move کرتے ہیں تو آپ کو جہاں سے بھی جواب آئے گا آپ کو یہ دوبارہ حق نہیں ہے کہ آپ اس کو reply کریں کہ یہ اس طرح یا اس طرح، ٹھیک ہے سر؟ اچھا, and no other member, سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب! no other member except the member moving the calling attention shall be allowed to speak on calling attention. یعنی جس نے calling attention call کی ہے، صرف وہی ممبر بول سکتا ہے اور اس کو reply گورنمنٹ میں سے جو concerned minister ہوگا جب وہ reply کرے گا تو وہ mover counter question بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا بول بھی نہیں سکتا۔ تو یہ آپ لوگوں کے ذہن میں ہو کہ calling attention پر only the mover وہ بولے گا اور اس کو جو concerned minister جواب دے گا۔ That's one. جب وہ calling attention آ گئی، اس نے کہہ دیا attention draw

ہوگئی ہے۔اس نے سب کی attention draw کردی اس مسئلے کی طرف۔اس کو جو بھی reply ملتا ہے وہ اپنی جگہ پر دوبارہ پھر question نہیں کرسکتا۔اس پر debate نہیں ہوگی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ قانون صرف ہدایت الرحمٰن کے لیے ہے باقی 65 ممبروں کے لیے۔۔۔

جناب اسپیکر: میں نے کہا ,to educate the house، not مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ۔ ok آیا قرارداد نمبر 93 منظور کی جائے۔قرارداد نمبر 93 منظور ہوئی۔میر زابد علی ریکی صاحب چونکہ یہاں نہیں ہیں please. sorry minister for P&D، جی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): سر!اس پر کچھ بولنے کا موقع دیا جائے۔

جناب اسپیکر: کس پر؟ سر! قرارداد پاس ہوگئی ہے that's it قرارداد ختم ہوگئی ہے۔میر زابد علی ریکی صاحب کی قرارداد نمبر 94 ہے چونکہ وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔اس قرارداد کو ہم defer کررہے ہیں۔سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 95 پیش کریں۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! **قرارداد نمبر 95۔** ہرگاہ کہ ضلع پشین میں زیرِ زمین پانی کی سطح روز بہ روز مسلسل گرتی جارہی ہے۔ماضی میں زیرِ زمین پانی کی سطح 300 فٹ کی گہرائی میں دستیاب تھی جبکہ اب 1000 فٹ نیچے چلی گئی ہے جس کے باعث ضلع پشین کے مشہور پھل انار، سیب، انگور اور دیگر پھلوں کے باغات شدید متاثر ہورہے ہیں۔پانی کی قلت کے نتیجے میں باغات کی پیداوار میں کمی سے مقامی زمیندار کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع پشین میں پانی کی قلت پر قابو پانے اور زیرِ زمین آبی ذخائر کی بحالی کے لیے ڈیموں اور چھوٹے آبی ذخائر کی تعمیر کو ترجیحی بنیادوں پر یقینی بنایا جائے جبکہ پہلے سے تعمیر شدہ ڈیموں کی فوری مرمت و بحالی اور ان کی جمع ہونے والی مٹی اور ریت کی صفائی کرکے پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش بحال کی جائے تاکہ ضلع پشین کے عوام پانی کے بحران سے نجات پاسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 95 پیش ہوئی، کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اس قرارداد میں میں نے غور کیا ہے بڑے نزدیک سے یہ قرارداد ہمیشہ اس ایوان میں پیش ہوتی رہی ہے۔ہمارے علاقے جیسے آپ کی constituency ہے چمن، قلعہ عبداللہ، پشین یہ سطح سمندر سے بہت زیادہ height پر ہیں۔اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ آج کل جو سولر کا نظام چل رہا ہے، اس وجہ سے پانی روز بہ روز نیچے گرتا جارہا ہے۔جن لوگوں نے ٹیوب ویل 700 فٹ پر رکھے تھے۔جناب اسپیکر! اب وہ پانی ایک ہزار فٹ پر ملنا مشکل ہوگیا ہے۔اور جن لوگوں نے ٹیوب ویل لگائے ہیں۔جب وہ ہمارے دفتر آتے ہیں تو آپ یقین جانیں جناب اسپیکر! جب وہ

ہمیں اپنے حالات کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ہم ہر روز، یعنی ہر ہفتہ ایک نئی مشینری اور نئے جو extra پائپ ڈالے جاتے ہیں۔اور وہاں پانی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جناب اسپیکر! منسٹر اریگیشن صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں گزارش کرنا چاہتا ہوں منسٹر صاحب! یہ جو ہمارا ضلع پشین ہے اس کے بارے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب کی توجہ آپ کی طرف ہے آپ بولیں۔

سید ظفر علی آغا: ہمارے ضلع پشین کے جو سب سے بڑے اور پرانے ڈیم ہیں وہ اس ٹائم مٹی سے بھر چکے ہیں۔اور اُن کے لئے بہت ہی کم بجٹ پر وہ اگر صاف ہو جاتے ہیں تو منسٹر صاحب! آپ یقین کریں یعنی نئے ڈیم بنانے کی بجائے اگر وہ مٹی ہم excavate کر کے اُس کو باہر نکالیں اور اُن کو صاف کیا جائے تو بہت بڑا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: کیسا پانی ہے بارش تو ہو نہیں رہی ہے؟

سید ظفر علی آغا: اس طرح کے تین ڈیمز ہیں جناب اسپیکر! آپ نے اچھا سوال کیا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے۔ایک بہت بڑی ندی۔آپ کو معلوم ہے، جو برشور، پشین اور قلعہ عبداللہ سے ہوتے ہوئے through افغانستان نوشکی کے ایم پی اے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں نوشکی کو بھی touch کرتی ہے آگے زنگی ناوڑ تک جاتی ہے۔ یہ سارا پانی ضائع ہو جاتا ہے جناب اسپیکر! اگر ہم چیک ڈیموں کے ذریعے اس پانی کو کنٹرول کریں تو ہمارے علاقوں، جو آپ کے علاقے ہیں چمن اور پشین آپ یقین کریں جناب اسپیکر! پانی کا مسئلہ اور زیرِ زمین پانی کی سطح بھی بلند ہو سکتی ہے۔اگر اس معاملے پر تھوڑا سا سروے کریں اور overall اس کی calculation کی جائے کہ پانی کہاں سے in ہوتا ہے اور کہاں سے out ہوتا ہے۔اور اس کو کیسے روکا جائے۔ جناب اسپیکر! دوسری بات جو اہم ہے ایسے ڈیم میری constituency میں دو ڈیمز ہیں میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔تحصیل حرمزئی میں ہیں چھوٹے بجٹ پر وہ بن سکتے ہیں۔یعنی دو یا تین کروڑ روپے میں وہ ڈیم بن سکتے ہیں۔ان میں پانی ہم save کر سکتے ہیں اُس علاقے کے لیے ایک نیک شگون ہوگا۔اور وہاں کا واٹر لیول اوپر آ سکتا ہے بہت ہی کم پیسوں میں۔ میں وزیر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں مجھے پتہ ہے منسٹر صاحب سے مَیں نے اس پر discuss بھی کیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرنا چاہتا ہوں اس ایوان کے توسط سے کہ اریگیشن کو بالخصوص extra اس طرح کا فنڈ دیا جائے کچھ اختیارات دیئے جائیں تاکہ وہ اریگیشن کے جو ڈیپارٹمنٹ ہمارے ایریئے میں جو کام کرتے ہیں وہ سروے کر کے آپ اور میرے اس علاقے کے تمام ڈیم ٹوٹے ہوئے ہیں وہ کم از کم کابینہ میں پیش کریں کہ اتنے ڈیمز ٹوٹے ہوئے ہیں اور ان کی مرمت کے لئے اتنی لاگت درکار ہے۔ جناب اسپیکر! ہمیں کوئی نیا ڈیم نہیں چاہیے۔ ماضی میں hundred Dames میں بہت زیادہ کام ہو چکے ہیں چمن، قلعہ عبداللہ اور پشین میں بن چکے ہیں۔مگر وہ ناقص بنے ہوئے ہیں۔اور ناقص کے ساتھ جو اچھے بنے ہوئے ہیں وہ

مٹی سے بھر چکے ہیں۔اور وہ لیک ہو چکے ہیں اور کم ہی کاسٹ میں وہ بنائے جاسکتے ہیں۔ جناب اسپیکر!اس ٹائم پشین میں آپ یقین کریں زمینداری کا ایک ہی بزنس ہے فروٹ پھر اس کو اسلام آباد کراچی یا دیگر شہروں میں۔ ہمارے زمیندار ایکشن کمیٹی کے جو صدر ہیں جو کابینہ ہے وہ لوگ بار بار میرے آفس آتے ہیں کہ آپ یہ پوائنٹ raise کریں ہمیں ڈیم دیا جائے اور recently پشین میں اس ٹائم زمیندار ایکشن کمیٹی کے جتنے بھی ممبران ہیں وہ سراپا احتجاج ہیں وہ strike پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی ڈیمانڈ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہمارے لیے نئے ڈیمز بنائے جائیں اور پرانے ڈیمز کی مرمت کی جائے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آغا صاحب!ہو گیا۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر آخری last for the day first یہ ایک قرارداد ہم نے اور بھی پیش کی تھی کہ یہاں پشین میں جو ڈیمز ہیں ایک بہت بڑا ڈیم ہے جس کو انگریز نے بنایا تھا وہ ڈیم آج بھی اس میں پانی نہیں ٹھہرتا جس کو بند خوشدل خان کہا جاتا ہے۔اگر اس میں صحیح معنوں میں پانی ٹھہر جائے تو آس پاس کے ہزاروں کلومیٹر کے حساب سے جناب اسپیکر!زمین کا واٹر لیول اوپر آسکتا ہے صرف اور صرف منسٹر صاحب سے گزارش میری یہ ہے کہ آپ ضلع پشین کا ایک سروے کریں جہاں جہاں آپ کا ڈیپارٹمنٹ چاہتا ہے کہ وہاں ڈیم بن جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا اقدام ہوگا اور پشین کے عوام کے لیے ایک بہت بڑا سرپرائز ہوگا بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: ok Thank you آیا قرارداد۔۔۔(مداخلت) اِسی پر منسٹر صاحب! آپ کچھ کہیں گے؟ جی please۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر محکمہ آبپاشی): جناب اسپیکر صاحب!ہمارے محکمہ کی کارکردگی اور حکومت کی پوری کوشش ہے کہ بلوچستان کے اندر جو زیر زمین پانی کی سطح جو 50,60 فٹ کوئٹہ میں ہوتی تھی آج 11 سو 12 سو فٹ پر ہے اِس کی روک تھام کے لئے وفاقی حکومت نے دو سو ڈیم بنانے کی ایک proposal دی تھی جس پر کام شروع ہو چکا تھا۔اب گزشتہ ڈھائی سال سے کیونکہ یہ تمام فنڈنگ وفاقی حکومت نے کی تھی آج سے دو سال پہلے ڈیزل، سیمنٹ، سریا کی قیمت کیا تھی اور آج کیا ہے؟اب اُن ڈیموں کو مکمل کرنے کیلئے revise report وفاقی حکومت کو بھیجی گئی ہے ہمارے ماہرین گئے ہیں کہ یہ وفاقی حکومت کا پروجیکٹ ہے۔اس کے لئے فنڈنگ دے دیں۔اُنہوں نے صاف انکار کر دیا کہ ہم نہیں دینگے یہ صوبے سے لے لیں۔اور ہمارے صوبے کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ان پروجیکٹس کو ہم پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں حقیقت یہ ہے کہ بند خوشدل خان کا ذکر کیا۔یہ اُن علاقوں کا ہمارے معزز رکن نے ذکر کیا ہے آپ proposal دے دیں ہم سمری بنا کر چیف منسٹر صاحب سے کہیں گے آپ بھی چلیں مَیں بھی چلوں گا۔ذاتی طور پر سی ایم صاحب سے

request کریں گے کہ ان ڈیموں کو آنے والے بجٹ میں یا وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے تا کہ اُن پر کام ہو سکے کیونکہ پانی کی سطح روز بہ روز گرتی جارہی ہے۔ نہ صرف پشین، کوئٹہ میں بلکہ بعض دیہی علاقوں میں بھی بلوچستان کے دوردراز علاقوں میں ڈیموں کی کمی اور گزشتہ دو، تین سالوں سے بارشیں بھی نہیں ہورہی ہیں۔ اُس کے سدباب کیلئے ضروری ہے کہ ایریگیشن کے ڈیموں کو ترجیحی بنیادوں پر حکومت صوبائی ہو چاہیے فیڈرل کی ہو وہ ہونی چاہیے۔ پہلے یہ ہوتا تھا جناب اسپیکر! آپ اس پر فیصلہ یا رولنگ دے دیں۔ بات یہ ہے کہ پہلے ہمارے پاس ڈیپارٹمنٹل فنڈز ہوتے تھے allocation ڈیپارٹمنٹ کی ہوتی تھی۔ گزشتہ دوسالوں سے کوئی allocation ڈیپارٹمنٹ کی نہیں ہے۔ آج اگر پشین میں سیلاب آجائے، ایمرجنسی میں سوگیلن ڈیزل کی ضرورت ہوگی کسی پیٹرول پمپ سے اُدھار پر لے لیں تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی پیسہ نہیں ہے کوئی چیز نہیں ہے۔ تمام محکموں کی allocation ختم ہے۔ اور کنٹرول کس نے کیا ہے۔ فنانس نہیں دے رہا ہے۔ بجٹ بک آپ دیکھ لیں پانچ ہزار پوسٹیں ہیں وہ دینی چاہئیں ڈیپارٹمنٹس کو بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار دینا چاہیے وہ روکا ہوا ہے کسی کو نہیں دے رہے ہیں۔ تو یہ صورت حال ہے۔ اس صورت حال میں آپ کا کوئی کام بلوچستان کے اندر نہیں ہورہا ہے۔ یہ باتیں ہم لوگوں نے کی ہیں چیف منسٹر صاحب سے بھی request کی۔ اور آپ دوستوں کے knowledge میں لا رہے ہیں۔ تا کہ یہ چیزیں ہم ترقیاتی عمل پر، ہم دہشت گردی کا کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کیلئے لوگوں کو روزگار دیدیں، ترقیاتی عمل کو تیز کردیں۔ اس وقت بلوچستان کے اندر 35 لاکھ نوجوان، چھوٹے بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ ہمیں ہیلتھ، ایجوکیشن، روڈ سیکٹر پر سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ تو اس سلسلے میں تمام دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ مَیں نے اُن کے سامنے ایک حقیقت رکھی ہے۔ کیونکہ حقائق اور حقیقت بیان کرنا یہاں جرم ہے۔ لیکن کہتے ہیں کہ صورت حال یہ ہے۔ اس سے آگے چل کر حالات مزید خراب ہوتے جائیں گے۔ اس کے لئے بہتر ہے کہ صوبے میں منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔ خاص کر آبی وسائل کو روکنے کیلئے ڈیم بنانے کے لئے ان چیزوں پر توجہ دینے کی ضروت ہے۔ یہاں بلوچستان میں ایک مخلوط حکومت ہے، مسلم لیگ، جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی بھی ہے آئیں مل کر چیف منسٹر صاحب سے ہم request کریں اور اُن کے لئے موثر منصوبہ بندی کریں جہاں تک معزز رکن کا تعلق ہے۔ ہماری بھی اُس سے گزارش ہے کہ آپ دیں مَیں اپنے محکمے کے ماہرین کو بھیج دیتا ہوں جو ضروریات ہیں اُن علاقے کی ہمیں محبت ہیں پشین سے آپ کے علاقے سے۔ بند خوشدل ہم نے دیکھا ہے بچپن سے 74-1973ء میں ہم جا کر بیٹھتے تھے۔ تھوڑا آپ بھی معزز رکن صاحب توجہ دے دیں۔ آدھے سے زیادہ تو لوگوں نے اُس پر قبضہ کرلیا ہے ڈیم کے اندر گھر بنا دیئے ہیں آبادی کررہے ہیں۔ تو بہت سی مشکلات ہیں اُس کو پر کرنے کیلئے۔ آپ جو تجاویز دینگے انشاءاللہ ہم چیف منسٹر صاحب کے knowledge میں لائیں گے اور اُس کو حل کرنے کی کوشش کرینگے۔

جناب اسپیکر: Thank you Minister for P&D.

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): شکریہ جناب اسپیکر! یہ انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے اور یہ نہ صرف ضلع پشین کا مسئلہ ہے بلکہ پورے بلوچستان کا مسئلہ بن چکا ہے۔ آپ کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ بلوچستان arid zone اور semi-arid zone پر مشتمل ہے اور یہاں بارشیں بہت کم ہوتی ہیں اور بلوچستان کے اکثر علاقے مون سون کے range میں نہیں آتے ہیں۔ اور drought spell بہت زیادہ ہے ایک تو لوگوں کی مجبوری ہے کہ اُن کی گزر بسر ایگریکلچر پر ہے اور وہ زیر زمین پانی استعمال کر کے ایگریکلچر کرتے ہیں لیکن جس طرح ہمارے جو زیر زمین پانی deplete ہوتا جا رہا ہے یہ ایک لمحہ فکریہ بن چکا ہے۔ اور یہ نہ صرف ایک ڈسٹرکٹ کا مسئلہ ہے بلکہ پورے بلوچستان کا سروے کریں آپ ہر جگہ جائینگے تو وہاں پانی کی جو صورت حال ہے ایک تو بہت جلدی گرتا جا رہا ہے اور جو aquifers ہیں وہ بھی خالی ہوتے جا رہے ہیں۔ اِس کے علاوہ جس طرح سولر ٹیکنالوجی آئی ہے اِس نے بلوچستان میں زیر زمین پانی کے حوالے سے تباہی مچادی ہے اور یہ سستی ٹیکنالوجی جس طرح لوگ استعمال کر رہے ہیں اور پھر جو careless ہو کے استعمال کر رہے ہیں اب دنیا آپ دیکھیں drip irrigation کی طرف جا رہی ہے modern technology استعمال کر رہی ہے اور وہ کم پانی میں زیادہ production دے رہے ہیں۔ اگر آپ اسرائیل اور آسٹریلیا کو دیکھ لیں even کہ Russia کو دیکھ لیں تو اُن کی جو agricultural exports ہیں وہ بہت زیادہ بڑھ چکی ہیں حالانکہ وہاں بھی زیادہ تر arid zone ہیں۔ اِسی طرح بلوچستان میں کوئی 18 basins ہیں water basins جس میں پشین، لورالائی، ناڑی، ہنگول اور ماشکیل آمون اور بھی اس طرح کے ہیں۔ تو ہمیں ایک public awareness کی ضرورت ہے اور خاص کر کچھ ہمیں laws بنانے کی ضرورت ہے جس میں ہم لوگوں کو پابند کریں کہ وہ ماڈرن ٹیکنالوجی کی طرف جائیں اور جس بے دردی کے ساتھ زیر زمین پانی کو استعمال کر رہے ہیں تو مجھے لگتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ہم پانی نہیں چھوڑیں گے پھر لوگوں کو یہاں مختلف علاقوں سے ہجرت کرنی پڑیگی۔ دوسری جانب مزید آبی ذخائر بنانے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں سینکڑوں ایسے sights ہیں جہاں ہم delay action dam اور بڑے ڈیم بنا سکتے ہیں۔ اِس مرتبہ جو irrigation کی جو allocation ہے وہ تقریباً کوئی 11 فیصد ہے، communication کے بعد سب سے زیادہ allocation وہ irrigation کو دیا ہے لیکن یہ ناکافی ہے اِس میں ہمیں وفاق کی بھی ضرورت پڑیگی ہمارے جو صوبائی وسائل ہیں اُنہیں بھی ہم زیادہ تر استعمال کریں تاکہ اس imminent threat ہے اُس پر ہم برقت قابو پا سکیں۔ اگر یہ نہ ہوا تو مَیں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ بہت سے ایسے ہمارے ڈسٹرکٹس ہیں وہ آنے والے وقتوں میں وہاں پانی دستیاب نہیں ہوگا۔ اور جس طرح یہ climate

change آرہا ہے ہم کوئی اٹھارواں یا اُنیسواں ملک ہے climate countries کے حوالے سے ایک تو یہاں سالہا سال بارشیں نہیں ہوتی ہیں۔ اگر بارشیں ہوتی ہیں تو اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ اُن پر قابو پانا بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ تو مَیں اِس قرارداد کی حمایت بھی کرتا ہوں اور اس میں ضرور مَیں یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ ہمارے farmers کو awareness کی ضرورت ہے ہم اپنے farmers کو aware کرائیں اُن سے گزارش کریں کہ پانی آپ کا ہے آپ کے بچوں کا ہے آپ کے مستقبل کا ہے جتنا آپ اس کو احتیاط کے ساتھ استعمال کریں گے اُتنا ہی آپ کی نسلوں کو فائدہ ہوگا۔ تو مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Thank you very much۔ ڈاکٹر نواز صاحب۔ آپ اسی قرارداد پر بولیں گے؟

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جی جناب اسپیکر صاحب! اسی قرارداد پر بولوں گا۔

جناب اسپیکر: جی please۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! میں ظفر آغا کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں جیسا کہ ظفر آغا نے کہا کہ پشین قلعہ عبداللہ اور اس سائیڈ پر بلکہ پورے بلوچستان کے واقعی یہ مسئلے ہیں especially میں ژوب اور شیرانی کے بارے میں بات کروں گا۔ ژوب اور شیرانی دونوں ہمارے ڈسٹرکٹس مون سون کے range میں ہیں۔ اور وہاں تقریباً چھ، سات مہینے متواتر وہاں گرمیوں کے موسم میں بارشیں ہوتی ہیں بلکہ سردیوں میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں۔ اور وہاں یہ پوزیشن ہے کہ اس وقت ایک بڑا ہمارا ڈیم جو سبکزئی ڈیم کے نام سے ہے اور اس میں فشریز ڈیپارٹمنٹ نے کافی وہاں مچھلی وغیرہ اور اس سے بڑی انکم بھی ہو رہی ہے۔ اور ساتھ یہ ڈیم سال بھر پانی سے بھرا ہوتا ہے اس سے چینل نکالے گئے ہیں اور کئی کلومیٹر اس پر باغات سبزی اور فصلات اُگائی جا رہی ہیں۔ جو کہ میں کہتا ہوں کہ اس علاقے کے لوگوں کو کروڑوں روپوں کا منافع ہو رہا ہے اور لوگوں کا روزگار اور بچوں کی نان روٹی بھی اسی سے ملتی ہے۔ اور ایسا کوئی بڑا ڈیم اس علاقے میں نہیں ہے دونوں اس ڈسٹرکٹس میں۔ دو، چار چھوٹے ڈیمز ہیں مگر اس وقت مٹی سے بھرے ہوئے ہیں انکی صفائی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے ناں ہی محکمہ ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے اس کی طرف کوئی توجہ دی ہے۔ کئی بار ان کے گوش گزار کروائے ہیں ان کو written میں دیا ہے لیکن کسی نے اس کو آکر دیکھا نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ جو ہمارے دو ڈسٹرکٹس ہیں ان کا سارا دارومدار لائیوسٹاک یا ایگریکلچر پر ہے اگر یہاں ان علاقوں میں بہت ایسی جگہیں ہیں جہاں ڈیمز بنیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ پانی کا لیول اوپر آنے کے ساتھ ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! اس سے چینل نکلیں گے اور سال بھر وہاں نہ ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت

پڑ یگی نہ کسی اور ذریعے سے پانی کے۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: بلکہ انہی چینل سے پانی آئے گا اور یہاں زمینیں ان میں فصلات وغیرہ اور لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور انکے بچوں کو نان روٹی بھی ملے گی۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: اس لیے میں صوبائی گورنمنٹ سے اپیل کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب اسپیکر: ok

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: وہاں سروے کیا جائے اور مزید ڈیمز بنائے جائیں اور جو ڈیمز ہیں۔۔۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 95 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 95 منظور ہوئی۔ خیر جان بلوچ صاحب! نہیں سر! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بتاؤں گا۔ خیر جان بلوچ صاحب! اپنی سیٹ پر آجائیں۔

جناب خیر جان بلوچ: شکریہ اسپیکر صاحب! بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ اسپیکر صاحب! میں ایک اہم مسئلہ کی طرف۔ ہمارے وزیر ٹرانسپورٹ تو یہاں تشریف نہیں رکھتے ایک problem یہ ہے کہ بروری اور اس کے اردگرد جو لوکل بسیں ہوتی تھیں ان کو بند کیا گیا ہے جس کی وجہ سے جو اسٹوڈنٹس شام کے ٹائم مختلف سینٹرز میں پڑھائی وغیرہ کے لئے آتے ہیں تو وہ ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پرسوں انہوں نے روڈ بلاک کیا ہوا تھا تو میں نے کہا کہ منسٹر صاحب اگر ادھر ہوں گے تو ان سے ہم درخواست کریں گے کہ اگر آپ نے یہ ٹرانسپورٹ روٹ بند کیا ہوا ہے۔ تو ان کو کوئی alternet متبادل راستہ دیں یا تو اپنی گرین بسوں کا آپ وہاں کام اسٹارٹ کریں وہاں سے چلائیں۔ یا سبزل روڈ پر ان کو متبادل راستہ دے دیں ہوسکتا ہے کہ وہاں بروری روڈ پر کام کی وجہ سے انہوں نے روکا یا بسوں کا جو شاید ان کی condition صحیح نہ ہو۔ گورنمنٹ نے اس حوالے سے روکا۔ لیکن پبلک کو تو یہ اثر کر رہا ہے پبلک اس سے متاثر ہو رہی ہے خاص کر اسٹوڈنٹس۔ اب وہ کوئی پرائیویٹ ٹیکسی یا رکشہ تو نہیں لے سکتے لوکل بسیں ان کے لئے زیادہ بہتر تھیں تو میری request یہ ہے کہ اس مسئلہ پر اگر لیاقت صاحب ہوتے تو بہتر جواب دیتے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے جواب تو وہ بعد میں دیں گے آپ اگر اس کو question میں لے آتے تو بہتر ہوتا۔ جی مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ (مشیر محکمہ کھیل وامور نوجوانان): سر! عبدالصمد صاحب بولنا چاہتے ہیں میں انکے بعد بولوں گی۔

جناب اسپیکر: ٹرانسپورٹ پر؟ جی۔

جناب عبدالصمد خان گورگیج (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): سر! اسی پر میں کچھ کہنا چاہ رہا تھا اس دن بھی ٹرانسپورٹ پر تو میرے پاس بھی یہ آئے تھے یہ میرا ہی حلقہ بنتا ہے تو یہ end پر ہے یہاں تو نہ ریلوے ٹریک ہے کہ وہاں یہ چلے یہاں یہی گرین بس کے روٹس کے بارے میں میں کہنا چاہ رہا تھا کہ لیاقت پارک سے ویسٹرن بائی پاس خیزی چوک جبل نور اور بروری روڈ کے آخری اسٹاپ تک۔ اس کو kindly اگر بڑھایا جائے تو بہتر ہے۔ آج منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں سی ایم صاحب بھی نہیں ہیں کہ ہم ان کے نوٹس میں لائیں۔

جناب اسپیکر: چیف منسٹر صاحب چونکہ نہیں ہیں گورنمنٹ والے تو سن رہے ہیں۔ لیکن ویسے آپ مشترکہ طور پر آپ اور خیر جان بلوچ صاحب، جو لوگ ٹرانسپورٹ کے حوالے سے effected ہیں تو ایک مشترکہ قرارداد لے آئیں یا کوئی inform آپ question جس طرح آپ بہتر سمجھتے ہیں تو پھر منسٹر صاحب سے رپورٹ بھی لیں گے اور ان کو پھر حاضر بھی کر دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: سر! ٹھیک ہے thank you۔

جناب اسپیکر: thank you

جناب اسپیکر: مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ (مشیر محکمہ کھیل وامور نوجوانان): Thank you اسپیکر صاحب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سر! میں ایک اہمیت کے حامل topic پر بولنا چاہوں گی اور بڑا افسوس ناک ہے میرے لئے یہ ہمارے علاقے مند اور تمپ میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے۔ جو مظلوموں پر دہشت گردی کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں گزشتہ کئی دنوں سے مند سے تمپ کے راستے تربت جو غریب لوگوں کی جو گاڑیاں ہیں جو مند بارڈر سے سامان اٹھاتی ہیں لوڈ کرتے ہیں اپنی پک اَپ گاڑیوں میں۔ تربت تک ان کی ترسیل کرتے ہیں اور ان سے ان کو جو کرایہ ملتا ہے جس سے ان کے گھر چل رہے ہیں۔ تو یہ ظالم دہشت گرد کچھ عرصے سے ان راستوں کو بلاک کئے ہیں ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس طرح غریبوں پر حملے کرتے ہیں۔ غریبوں کی گاڑیاں جلاتے ہیں کل رات ایک ویڈیو میرے سامنے آئی جو میرے علاقے مند کی ہے۔ ایک غریب بندہ جو فریاد کر رہا ہے پورے بلوچ قوم کو بتا رہا ہے کہ میں غریب بندہ ہوں میری چار بیٹیاں ہیں بیٹا میرا کوئی نہیں ہے ایک پک اَپ گاڑی old age بندہ پک اَپ گاڑی چلاتا ہے۔ مند سے تربت تین گھنٹے کا فاصلہ طے کرتا ہے سامان اٹھاتا ہے وہاں off load کرتا ہے جس سے اس بندے کو کرایہ ملتا ہے اس غریب کی گاڑی دہشت گرد جلا دیتے ہیں جو اشیاء

خورد ونوش جو سامان اس کی گاڑی میں ہوتا ہے وہ پورا جل جاتا ہے۔ وہ غریب بے بس ویڈیو بنا کر بلوچ قوم سے اپیل کرتا ہے کہ یہ میری حالت کی ہے ان بلوچوں اور ان مظلوموں کا قصور کیا ہے؟ ہم تو کہتے ہیں کہ تمہارا زور نہتے لوگوں پر چلتا ہے ہم کہتے ہیں تم دہشت گرد ہو؟ تم انڈیا کے پالے ہوئے کرائے کے دہشت گرد ہو؟ تمہارا بلوچ قوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو ہم درست کہتے ہیں یہ بار ہا ثابت ہو رہا ہے۔ بلوچ قوم کو اپنی آنکھیں کھولنی چاہئیں اس طرح بے بس غریب لوگوں کی گاڑیاں جا کر جلاتے ہیں جب تمہاری جنگ ان غریبوں کی گاڑیاں جلانے تک پہنچی ہے تو ریاست پاکستان کے سامنے ہتھیار ڈال دو اور تسلیم کرو کہ تم بزدل ہو تم انڈیا کے پالے ہوئے کرائے کے دہشت گرد ہو۔ ان مظلوموں پر ظلم کر کے کوئی بلوچستان کا غم خوار خود کو نہیں کہہ سکتا۔ مجھے تو افسوس ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ان دہشت گروں کو glorify کرتے ہیں جو آج بھی دنیا کو confuse رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مایوس بلوچ پہاڑوں پر گئے ہیں یہ لڑ رہے ہیں اپنے حقوق کے لئے۔ تو جب تم اپنے ان مظلوم بلوچوں کی گاڑیاں جلاتے ہو ان کو نان شبینہ کے محتاج بناتے ہو ان پر ظلم کرتے ہو۔ تمہارا بلوچیت کے ساتھ کونسا تعلق ہے۔ بلوچ مظلوم قوم کے ساتھ۔ تو ان منافقوں پر ہمیں افسوس ہوتا ہے جو بار بار ان چیزوں کو glorify کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اصل میں بے ضمیر ہیں۔ یہ انہی چیزوں پر سیاست کرنا چاہتے ہیں یہ انہی چیزوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن میں اس فلور پر یہ کہنا چاہوں گی کہ بلوچ قوم کو اپنی آنکھیں کھولنی ہونگی کتنے دکھ کا وہ لمحہ ہوتا ہوگا رات کو میں نے یہ ویڈیو دیکھی میں بہت emotional ہوا۔ کہ اب بلوچ قوم کو confusion ہے کہ یہ لوگ ہمارے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں یہ ظالم ہیں یہ انڈیا کے کرائے کے دہشت گرد ہیں یہ تمہارے غم خوار نہیں ہیں یہ بار ہا ثابت کریں کہ میں تمہارا غم خوار نہیں ہوں تو اٹھو ان کے خلاف کھڑے ہو جاؤ۔ مشکل ہے بہت ہم جانتے ہیں چاروں طرف ہم سنتے ہیں کہ بلوچستان کے حالات یہ ہیں۔ تو وہ ہم بھی مانتے ہیں حالات اِتنے ideal نہیں ہیں بلوچستان میں تو ہم سب کو اِن حالات کا مقابلہ کرنا ہوگا اگر مینا مجید سمجھیں گی کہ میرا کام نہیں ہے اور اِس دہشتگردی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور ایسے ہی حالات ٹھیک ہوں گے تو مَیں احمقوں کی جنت میں رہتی ہوں ہم سب نے بلوچستان کے حالات کو ٹھیک کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اور پھر سے مَیں کہتی ہوں کہ مجھے اُن بلوچوں پر جو اِن لوگوں کو glorify کرتے ہیں۔ یہ لوگ شرم اور نفرت کے مستحق ہیں ایسے لوگوں سے نفرت کرنی چاہیے اپنے گھروں کے دروازے بند کرنے چاہئیں اِن کی سہولت کاری نہیں کرنی چاہیے اِن مظلوم بلوچوں کا ساتھ دینا ہوگا جو اِن دہشتگردوں کی دہشتگردی کا شکار ہو رہے ہیں۔ تو ہم اِس فلور پر کوشش کریں گے اِنشاءاللہ اُن مظلوموں کی مدد کی جائے لیکن صرف ایک مظلوم یہ نہیں ہے بلوچستان کے ہر کونے میں اِس طرح ظلم ہو رہا ہے کبھی جا کر عورتوں پر حملہ کرتے ہیں ہم نے بلیدہ میں دیکھا جو ظہور بلیدی کا علاقہ ہے ہم نے دیکھا کہ ایک ماں بیٹی کو گھر میں گھس کر شہید کیا گیا اَب ہمیں آنکھیں کھولنی ہیں اور اِن دہشتگردوں کا مقابلہ کرنا ہے اور

بلوچ قوم اِتنی بزدل نہیں ہے جو اِن چار پالے ہوئے اِنڈیا کے کرائے کے دہشتگردوں کا مقابلہ نہ کرسکیں۔ہم اِتنے بزدل نہیں ہیں ہم بہادر ہیں اور ہم یہ ثابت کریں گے۔

جناب اسپیکر: Thank you very much۔جی عبدالمجید بادینی صاحب۔

اِنجینئر عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ملازمتہائے امورعمومی نظم ونسق): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔میرے علاقے سے آئے ہوئے زمیندار حاجی محمد خان جتک اور سعداللہ لہڑی صاحب کوخوش آمدید کہتا ہوں۔جناب مَیں آج ایک موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں جو PHE سے related ہے ۔ PHE کے فلٹر پلانٹس پورے بلوچستان کے مختلف شہروں میں اور دیہاتوں میں لگے ہوئے ہیں اِن پر daily wages پر ملازم رکھے ہوئے ہیں پچھلے 17-16 سالوں سے۔ایک تو اِن کو مستقل بنیادوں پر تعینات نہیں کیا جارہا ہے اور اُن کو تنخواہیں کئی مہینوں سے نہیں مل رہی ہیں تو آپ جناب سے گزارش ہے کہ متعلقہ منسٹر صاحب بھی یہاں نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: سر! یہ issue ہر جگہ ہے لیکن میرے خیال میں یہ کیس کورٹ میں ہے اور جب تک کورٹ میں ہے اُس پر decision نہیں آتا ہم میرے خیال میں اِس پر نہ discussion نہ کوئی اِس پر لائحہ عمل اختیار کر سکے۔ thank you very much۔تقریباً یہ سارے مسئلے ہمارے ڈسٹرکٹس کے ساتھ بھی ہیں۔علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): Thank you جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ دو، تین دن پہلے بلکہ ایک دو مہینے سے مَیں اور مولانا صاحب اور دوست جتنا ظلم بلوچستان میں جو☆☆☆☆☆☆(**بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیے گئے**) اور سرداروں نے برپا کیا جن کے خلاف ہم پچھلے چار، پانچ دن سے جو بول رہے ہیں۔جناب اسپیکر! آج اِس معاشرے میں خصوصاً اِس صوبے میں سچ بولنا مظلوم کا ساتھ دینا یہ بہت بڑا جرم بن چکا ہے۔جناب اسپیکر! پچھلے اسمبلی کے سیشن میں ہم نے نواب، سردار، میر کا نام نہیں لیا تھا ذاتی کسی کا نام نہیں لیا۔مگر بلوچی میں بولتے ہیں۔''دزنا ریش آ کک اے'' ہے۔اُردو میں بولتے ہیں چور کی داڑھی میں تنکا۔۔تو پھر کل سے ترجمان جھالاوان☆☆☆☆☆☆☆☆(**بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیے گئے**) فلاں کا بھائی آپ نے نواب کی شان میں گستاخی کی ہے۔فلاں نے کی ہے۔جس طرح بلوچ نواب ہوتے ہیں جو اپنے گھر اور اپنی قوم کی بچیوں کو اپنے گن مینوں سے اُٹھوا کر اُس کو اگر رشتہ نہیں دیں اُس کے باپ کو قتل کروا کر کیا ایسے بلوچ، نواب ہوتے ہیں؟ کیونکہ مَیں اِس کو آج کے بعد نواب نہیں اگر جو اس کو بولے گا☆☆☆☆☆(**بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیے گئے**)۔

جناب اسپیکر: جتک صاحب کے غیر پارلیمانی الفاظ ہیں معزز ممبر کے بارے میں کارروائی سے حذف کرلیں۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): اس کی تاریخ میں تھوڑا سا بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ☆☆☆☆☆(**بحکم جناب**

اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیے گئے)

جناب اسپیکر: دیکھیں جتک صاحب! آپ اس طرح نا ں کریں ذاتیات پر نہ جائیں۔ جتک صاحب کے غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کرلیں اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنائیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں وہ ذاتیات ہے وہ personal آپ نہ کریں اِس میں آپ کسی کی ذات پر نہ جائیں۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): سر! ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: آپ generally بات کریں تا کہ اُن کی غیر موجودگی وہ چونکہ ممبر بھی ہیں اسمبلی کا تو he is not here یہ جو غیر پارلیمانی الفاظ ہیں یہ آج کی کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر) جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی جی پلیز۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): ایک بندہ جو اپنے سگے بھائی کو قتل کر کے زین الدین آغا پیر صاحب کے بیٹھک میں یہ قوم کا خیر خواہ ہوگا۔ جس نے اپنے سگے چچا، ماموں فیملی کے ساتھ جناب اسپیکر! اُس کو قتل کروا کر بچوں کے سامنے یہ کیا ایک قوم کا بلوچستان کا اِس صوبے کا ہوگا۔ ایک دوسرا! جناب اسپیکر مہمان اِس کے گھر میں ریکارڈ ہے FIR کٹی ہوئی ہے اور اِنشاءاللہ چار، پانچ دن میں مَیں اہم پریس کانفرنس کرنے جارہا ہوں جو اُن کی voice ہے کہ فلاں کو مارو۔ فلاں کو مارو پورا ریکارڈ ہے کیونکہ مَیں اِس طرح بزدلوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ وہ لوگ خدا کی قدرت دیکھو جو اِس کے گھر پر بسکٹ پر لڑتے ہیں وہ بھی میرے خلاف سوشل میڈیا میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا مَیں اِن ☆☆☆☆☆ (**بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیے گئے**) سے اِن نام نہاد گن مین بزدلوں سے مَیں ڈروں گا۔ نہ پہلے مَیں ڈرا ہوں۔ جناب اسپیکر 2009ء کا میرا ریکارڈ یہاں پر مَیں سے اُس کو سامنے بولا کہ ☆☆☆☆☆

ناشتے میں بندہ چٹنی کھا کر نکل جاتا ہے۔نہیں جناب اسپیکر! ہم ظالم کے خلاف بولیں گے FIR اکھٹے کر رہے ہیں سب ثبوت کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کروں گا اور پریس کانفرنس کروں گا کہ اِن ظالموں نے پچھلے پچاس سالوں میں بلوچستان کے مظلموں کے ساتھ بلوچستان کے پہلے بھائی کو قتل پھر بھائی کے بیٹے کو گھر بُلا کر قتل اِن کا بھائی یہاں بیٹھا ہے اِس سے پوچھیں کہ اِس کے کرتوت کیا ہیں۔مگر اُس کے لیے اللہ کی قدرت دیکھو کہ بہت سے میر، معتبر، غلام طبیعت جوان کے پھیروں میں پڑے ہوتے ہیں وہ کل سے شروع ہیں کہ علی مدد جتک اپنے قد سے۔اَرے تمھارے باپ سے بھی میرا قد کاٹھ زیادہ ہے۔مَیں نے اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا ہے مَیں نے ہمیشہ ظالم کے خلاف بولا ہے اور زندگی جب تک ہے مَیں اِس ظالم کے خلاف بولوں گا اور اِنشاءاللہ تعالیٰ جب تک یہ جیل میں نہیں جائے گا اِس کو نہیں چھوڑوں گا۔

جناب اسپیکر: thank you

(اذان عصر)

جناب اسپیکر: جتک صاحب! wind up کریں۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! اِنشاءاللہ تعالیٰ آپ نے DIG کو میرے خیال سے بلایا ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں بالکل۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): تو اُس دن اِنشاءاللہ تعالیٰ کچھ چیزیں۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ آپ نے hard copies بھی FIRs کی وہ اپنے ساتھ لے آئی ہیں۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): FIR کے بعد voice۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

حاجی علی مدد جتک (صوبائی وزیر): اُس کو جا کر check کریں کہ یہ AI کا ہے یا original ہے۔تو جناب اسپیکر! اِن کی نجی جیلیں ہیں، جب چھاپہ لگایا جو لوگ پکڑے گئے اِن کی نجی جیل اِن ظالموں کے، تو اِنشا اللہ تعالیٰ جناب اسپیکر! مرتے دم تک میں اِن ظالموں کا جو مظلوموں کے ساتھ بلوچستان میں ایسا واقعہ ہے مَیں بولتا ہوں یہاں رہنے والے افسوس ہے جتنی بھی زبانیں ہیں آپ سب کو اگر ایک ایک کر کے بلائیں خدا کی قسم سب بولیں گے کہ یہ ظالم کون ہے؟ یہ ظلم کون کر رہا ہے؟ جو اِنکشاف ابھی ہوا ہے اِن کے بندوں سے کہ اِن کا اگلا target کیا تھا؟ کہ کس کس کو مروانے کے چکر میں تھے؟ مگر اللہ بھی تو اللہ ہے قربان جاؤں اِن کا پردہ فاش کیا ہے اِنشااللہ تعالیٰ جناب اسپیکر! جب میں پریس کانفرنس کروں گا سارا چھٹا کھٹا کھول دوں گا۔اور میں آخر میں آپ کو بتاؤں یہ جو چمچہ جھالاوان ہے اور اللہ کرے۔ اِسی طرح جنابِ اسپیکر! اس بچی کا باپ وہاں اِن کا اُستاد تھا یہ بچی وہاں پیدا ہوئی۔اِس بچی کو اغوا کر کے، باپ کو مروا کے

اِسی طرح یہ جوتر جمان یا میر اِن کے گھر میں رہ رہے ہیں اِنشا اللہ تعالیٰ اِن کے ساتھ بھی اِسی طرح ہوگا اِن کی بچی اُٹھا کے پھر وہ روئیں گے کہ جتک صحیح بول رہا تھا۔Thank you جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: thank you جتک صاحب۔مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اِسی پر بولیں گے کیا مزید اس پر کچھ بولنے کی گنجائش ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں تو پوری تفصیلاً۔۔۔

جناب اسپیکر: مختصراً۔نماز کا ٹائم ہو رہا ہے پھر آپ مہربانی کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں نے ایک قرارداد جمع کی تھی۔

جناب اسپیکر: جی late ہو گیا تھا وہ آج نہیں آسکی۔اِنشاءاللہ Monday والے دن آجائیگی آپ Monday والے دن اِس پر بول لیجیے گا۔ٹھیک ہے thank you Monday والے دن sorry sorry not Monday, Thursday والے دن last day of the ongoing session کا آخری دن ہوگا اُس میں آپ کے آگے کیونکہ Monday والے دن کا agenda بھی ہم جاری کر چکے ہیں۔وہ بھی سرکاری دن وہ آپ کا وہ private day ہے اُس پر آپ کی قرارداد آئے گی۔thank you جی زرک خان صاحب۔

جناب زرک خان مندوخیل: thank you جناب اسپیکر! آج میں ایک ایسے مسئلے کے بارے میں اِس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں بتاتے ہوئے مجھے خود بھی شرم آرہی ہے۔یہ ایک غریب جو اِس کوئٹہ شہر میں جو غریب عوام ہیں جو ایک ایک بوند پانی کو ترستے ہیں۔اُن کو آج کل جو یہ tanker mafia ہے وہ پانی بیچتے ہیں اِن کے پاس جو ہمارے غریب عوام ہیں اِن کے پاس کھانے کے لئے پیسے نہیں ہوتے تو یہ پانی کہاں سے خریدیں؟ اور وہ ماں جو اپنے بچے کو دیکھتی ہے کہ وہ ایک گلاس صاف پانی کو ترستا ہے تو اُس ماں کے دل پر کیا گزرتی ہوگی؟ جناب اسپیکر! آپ سے میری یہ request ہے کہ آپ minister PHE اور آپ خود بھی kindly یہ بتائیں کہ اگر ہم عوام کو پانی نہیں دے سکتے ہیں تو پھر ہمیں یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ چیکر یں کدھر ہیں minister PHE صاحب بلائیں اِن کو۔۔۔

جناب زرک خان مندوخیل: ہمارے ٹیوب ویل سارے خشک ہو گئے ہیں۔نلکوں میں پانی آتا نہیں ہے میں آپ کو videos دکھا سکتا ہوں غریب عوام ایسا پانی پیتے ہیں کہ ہم اُس پانی کو دیکھ نہیں سکتے۔تو کل ہم لوگ عوام کے سامنے کیسے جائیں گے جو ہم اُنکو بنیادی حقوق سے بھی محروم کر رہے ہیں۔تو آپ سے یہ request ہے کہ یہ ہمارا بحیثیت ممبر نہیں بلکہ بحیثیت انسانیت ہمارا حق بنتا ہے کہ کسی امیر غریب میں فرق نہیں ہوتا امیر کو جتنی پانی کی ضرورت ہوتی ہے غریب کو بھی

اتنی ہی پانی کی ضرورت ہوتی ہے ہم تو پھر بھی پانی خرید سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ WASA سے related issue ہے۔

جناب زرک خان مندوخیل: W A S A P H E ہمارے سارے ٹیوب ویل خشک ہو گئے ہیں تو آپ اِنکو۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: سر! جی ہاں وہ میرے خیال میں چلے گئے ہیں۔

جناب زرک خان مندوخیل: منسٹر صاحب چلے گئے مجھے پتہ نہیں ہے PHE منسٹر کون ہے اِس ٹائم مگر آپ kindly اِس پر ruling۔۔۔(مداخلت) اِس ٹائم PHE کے وزیر میرے خیال میں نوٹیفیکیشن نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: آپ کو پتہ ہونا چاہیے پہلے بھی آپ کی پارٹی کے منسٹر تھے اور اِس وقت بھی آپ کی پارٹی کا ہی منسٹر ہے۔

جناب زرک خان مندوخیل: جناب اسپیکر! notification نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

جناب زرک خان مندوخیل: آپ اُنکو بلائیں بلکہ پوری کمیٹی۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ بلکہ آپ اِس طرح کریں۔ آپ اِس کو ایک question کی شکل دیں تا کہ ہم WASA والوں کو طلب کریں۔

جناب زرک خان مندوخیل: WASA plus PHE

جناب اسپیکر: سر! WASA is under PHE، وہ ایک علیحدہ جو drinking water کا system ہے شہر کے اندر WASA lookafter کر رہی ہے۔

جناب زرک خان مندوخیل: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: تو آپ اُس میں، ہم آپ کو ساتھ بٹھا لیتے ہیں جو بھی آپ کے علاقے کے issues ہیں دیکھتے ہیں کیسے اُسکا کوئی حل نکالتے ہیں۔ منسٹر صاحب کو بھی بلا لیتے ہیں۔

جناب زرک خان مندوخیل: منسٹر کا بھی مجھے بتا دینا کہ کون ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔ ٹھیک ہے Thank you۔ ڈاکٹر مالک صاحب۔ sir! quickly۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! میں آپ کو ایک تجویز دوں گا، میں نے سی ایم صاحب کو دے دیا، ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ سر! بہتر ہے کہ ہم ایک stereotypes کے ایک اُس میں جا رہے ہیں، کچھ point of order ہیں، کچھ قراردادیں ہیں، کچھ یہ، میری تجویز یہ ہے کہ آنے والے session میں چلو اِس session میں نہیں ہر

department کے لیے ایک دن رکھیں اُس پر ہم debate کریں گے۔ہم اپنی input دے دیں گے، government اپنا نقطہ نظر بیان کریگی یہ تو ہم سارے لگے ہوئے ہیں کچھ سوال ہیں کچھ جواب ہیں،تو تھوڑا سا اِس میں فائدہ نہیں ہوگا۔ اِس میں نہ ہم government کو صحیح suggestion دے سکتے ہیں صِرف اب میں اُنکے ایک issue پر بولوں گا تو بہتر یہ ہے کہ سر! next session میں آپ education اور health پر۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: public health، agriculture اور livestock پر ہر اُس کے لئے ایک ایک دن رکھیں تا کہ ہماری جو مشکلات ہیں یا government کی مشکلات ہیں۔

جناب اسپیکر: چیف منسٹر سے مشورہ کرتے ہیں آپ کو بھی ہم onboard لیتے ہیں اگر اِس طرح possible ہوا تو ایک دن ہم رکھیں گے اِس پر۔ایک one day one day per department۔کیا ڈاکٹر اشوک صاحب دو minute،نہیں ایک minute۔

جناب اشوک کمار: سر!ایک منٹ!اسپیشلی میں یہ گزارش آپ سے کر رہا ہوں کہ ایک تو MPAs-Hostel کی جو security ہے وہ آپ کے knowledge میں بھی ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

جناب اشوک کمار: آج کل ایسے حالات ہیں کہ رات کے time پر پتہ نہیں کس قسم کی گاڑیاں آتی ہیں نہ آگے number ہے نہ پیچھے اور black شیشے ہیں میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اِس ٹائم custodian of the House ہیں آپ رات کو MPAs Hostel کا visit کریں اور جس جس MPA's کو یہ lodges آپ نے allot کیے ہوئے ہیں اُن میں دیکھیں کہ وہ رہ رہے ہیں یا نہیں۔جو MPAs نہیں رہ رہے ہیں خدا کے واسطے اُن MPA's کے وہ lodges کینسل کریں،اپنی custody میں رکھیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

جناب اشوک کمار: اِن حالات میں،مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں ڈاکٹر صاحب rule بھی یہی ہے۔

جناب اشوک کمار: اسپیکر صاحب!ایک minute آپ کا لوں گا۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

جناب اشوک کمار: آپ رات کو 10 بجے surprise visit کریں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہم کن حالات

میں رہ رہے ہیں وہاں ہمارے اور خیر جان غریب، مولانا صاحب، بادینی صاحب ہیں ہمارے غریب جیسے بندے رہتے ہیں یہ نواب سردار اور جو آگے پیچھے گھوم رہے ہیں ان کے گارڈز گاڑیوں میں نہیں رہتے۔ اِن کے ہی بندے وہاں رہتے ہیں crime بھی کرتے ہیں میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اور آپ دیکھیں کہ کتنی گاڑیاں کھڑی ہوئی ہیں، ساری non custom paid ہیں اب custom paid گاڑیاں نہیں ہیں کسی گاڑی کا number ہی نہیں ہے نہ اُس کی ماں کا پتہ ہے نہ اُس کے باپ کا پتہ ہے۔ تو آپ سوچیں اِن حالات میں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب اشوک کمار: جو MPAs رہ رہے ہیں اُن پر کیا گزرتا ہوگا؟

جناب اسپیکر: سر! اِنشاءاللہ visit بھی کریں گے اور ساتھ ساتھ یہ چیف منسٹر کے بھی notice میں اُنہوں نے کہا ہے کہ اگلے ہفتے میں ہم ایک meeting کریں گے اِس پر یہ MPA Hostel کے خاص طور focus on MPA Hostel اِس کی security کے حوالے سے۔ سارے جو وہاں کے رہائشی ہیں جن جن MPAs کو وہاں پر flat allot ہوئے ہیں اُن کو on board لینا پڑے گا اور یہ اُس کے بغیر ممکن بھی نہیں ہے اور یقیناً اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ MPA Hostel میں security کے جو حالات ہیں وہ ٹھیک نہیں ہیں اور alarming ہے، خدانخواستہ تقریباً اِس طرح کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ بس کریں گے hopefully۔done

جناب اشوک کمار: ابھی آپ کے knowledge میں بھی ہے تو آپ اِس پر ruling دیں۔

جناب اسپیکر: دیں گے وہ ایک meeting کر کے پھر کریں گے اِس پر وہ ایک بار decide کر لیں کرنا کیا ہے اور کیسے کرنا ہے تاکہ پھر سب لوگوں کو ایک ہی جگہ بتائی جائے۔

جناب اشوک کمار: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: thank you very much اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 19 اکتوبر 2026ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 4 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆